www.novelsclubb.com
زینب
از طیبہ ساجد

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

زینب از طیبہ ساجد

قسط نمبر ۵

میں تمہیں نہیں رکھنا چاہتی
میرے خالی حصوں کو بھرنے کے لیے
میں اپنے طور پر مکمل ہونا چاہتی ہوں
میں اتنا مکمل ہونا چاہتی ہوں
میں پورے شہر کو روشن کر سکتی ہوں
اور پھر
میں تم کو حاصل کرنا چاہتی ہوں
ہم دونوں کو اکٹھا کرنے کیلئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔!

www.novelsclubb.com

(ایملی ڈکنسن انہوں نے مجھے نثر

میں بند کر دیا سے اقتباس)

باہر سے کچھ آواز آئی تو زینب نے اسے خاموش کروایا۔ پھر ایک نظر دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازہ ہلکا سا کھلا تھا۔ جو چچی کی کسی بھی قسم کی آواز آنے کی وجہ سے اس نے کھلا رہنے دیا تھا۔ وہ آہستہ سے اٹھی۔ دوپہر کے وقت تیسرے پورشن پر کسی کو کیا کام۔۔۔؟ سوچتے ہوئے اس نے اپنا ڈوپٹہ اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور دروازے تک آئی۔ بال ایسے ہی کھلے تھے۔ موبائل اس نے ہاتھ میں پکڑ لیا تھا۔

دوسری طرف ارسم خاموش رہا۔وہ منتظر تھا کہ زینب اسے خود بلائے تو وہ بولے۔

زینب نے دروازے کی درز سے باہر جھانکا۔باہر چھوٹا سا ٹی۔وی لاؤنج تھا۔جو اس وقت خالی تھا۔مخالف سمت میں سیڑھیاں تھیں جہاں سے قدموں کی آواز آرہی تھی۔کوئی سیڑھیوں کے ساتھ لگی گرل سے کوئی چیز بجاتا اوپر آرہا تھا۔

"کون۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اس نے گردن آگے کر کے دیکھنا چاہا۔اس سے پہلے کہ وہ فون کان سے لگا کر بعد میں کال کرنے کا کہہ کر فون کاٹتی اوپر آنے والے کا چہرہ واضح ہوا۔

"موحد بھائی،اس وقت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

نوارد کا چہرہ دیکھ کر وہ اچھنبے سے بڑبڑائی۔ساتھ ہی اس نے دوسرے ہاتھ سے ڈوپٹہ سر پر ٹکایا۔

"لانگ ٹائم زینب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

دور سے اسے دروازے پر کھڑا دیکھ کر اس کے پاس آتے تک وہ خوشگوار لہجے میں بولا تھا۔

زینب نے دیکھا وہ شاید آفس والے بلیو ڈریس میں ہی ملبوس تھا۔بس کوٹ اور ٹائی نہیں تھی۔اس کی آواز سن کر جہاں زینب کے تاثرات بدلے وہیں ارسم کی بھی رگیں تن گئیں۔

"موحد بھائی،آپ اس وقت۔آپ کو مجھ سے کوئی کام تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

زینب نے فون پر گرفت سخت کرتے ہوئے اعتماد سے کہا تھا۔ورنہ جیسے وہ مسکراتی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اس کا رہا سہا اعتماد بھی جاتا جا رہا تھا۔

"ہاں کام ہی تھا اور بہت ضروری کام تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"جی بولیں۔۔۔۔"

زینب کے ہاتھ پسینے سے بھیگ رہے تھے لیکن وہ اپنے تاثرات نارمل رکھے ہوئی تھی۔وہ دو قدم آگے آیا۔زینب پیچھے بھی نہ ہوئی تاکہ وہ یہ نہ سمجھے کہ وہ خوف کے زیرِ اثر ہے۔

"کل شام میں ایک فیملی تمھیں دیکھنے آئے گی۔ابو تمھیں ان سے ملنے کیلئے بلوائے گے۔ ان کے جانے کے بعد ابو تمھیں بلا کر پوچھے گے لڑکا کیسا لگا۔تم کہو گی 'ٹھیک ہے۔' وہ تمھاری بات پکی کرنے کا پوچھے گے تو تم کہو گی جیسے آپ کی مرضی۔اس سے زیادہ ایک لفظ نہیں 'آئی سمجھ'۔۔۔؟"

بات کرتے ہوئے اس کے تاثرات بدل گئے تھے۔انگلی اٹھا کر وہ جیسے اسے سمجھا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بلا کی سختی تھی۔زینب سانس روکے بے تاثر چہرے کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی۔آنکھوں میں لمحے بھر کو بے یقینی ابھر کر معدوم ہوئی۔ایک ہاتھ میں موبائل اسی مضبوطی کے ساتھ پکڑا ہوا تھا اور پھر چند لمحے بعد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ یک دم ہنس پڑی۔اس کے دائیں گال پر ہلکا سا گڑھا نمودار ہوا لیکن وہ رُکی نہیں۔سر جھکائے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر وہ ہنستی چلی گئی۔موحد نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔جیسے اس کا

دماغ ہل گیا ہو۔دوسری طرف اپنے گھر کے لان میں ارسم تو ابھی تک الجھا کھڑا تھا۔موحد نے کیا کہا تھا یاں تو وہ ابھی تک سمجھا نہیں تھا یا اسے سننے میں غلطی ہوئی تھی۔یہ اس کی توقع کے برعکس تھا۔

"سیریئسلی موحد بھائی۔۔۔۔۔۔"

بامشکل اپنی ہنسی روکتے ہوئے اس نے سر اٹھا کر موحد کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔موحد نے دیکھا زیادہ ہنسنے کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔

"آپ کو لگتا ہے میں واقعی آپ کی بات مان لوں گی۔ایک دفعہ میری طرف دیکھے۔۔۔۔۔۔"

اس نے اپنی طرف اشارہ کیا۔

"کیا میں آپ کو کوئی گڑیا لگتی ہوں یاں کوئی روبوٹ۔جس کو جس طرف چلا لو وہ چل دے گا۔۔۔۔۔"

آخر میں اس نے استہزائیہ ہاتھ جھلایا۔پھر وہ دو قدم آگے ہوئی ایسے کہ اب ان دونوں میں صرف دو قدم کا ہی فاصلہ تھا۔وہ زینب کے کمرے کے دروازے پر ہی کھڑے تھے۔

"میری ایک بات یاد رکھیئے گا آپ۔۔۔۔۔۔۔"

وہ انگلی اٹھا کر وارن کرنے کے انداز میں بولی۔موحد کے چہرے پر بے یقینی پھیل گئی۔اس نے حیرت سے اس کی اٹھائی انگلی کو دیکھا۔اتنی ہمت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟

"امی کہتیں تھیں نا۔۔شادی کوئی گڈے، گڈی کا کھیل نہیں ہے۔ سہی کہتیں تھیں۔۔۔شادی کے معاملے میں مجھ پر اپنی مرضی مسلط کرنے کی کوشش بھی مت کیجئے گا۔اس معاملے میں مجھے جو بہتر لگے گا وہ کروں گی۔آپ کے دیکھائے ہوئے راستے پر چلنے سے اچھا میں موت کو گلے لگالوں۔میں وانیہ آپی نہیں ہوں جس کو جو راہ دیکھائی وہی چل لوں۔اپنے راستے خود بنانے کی عادی ہوں۔سو آئندہ مجھ سے ایسی بات کرنے سے پہلے سو دفعہ سوچیئے گا۔۔۔"

ٹھنڈے لہجے میں اپنی بات مکمل کر کے وہ وہی دو قدم پیچھے ہٹی اور جانے کیلئے مڑنے لگی جب موحد نے غصے سے آگ بگولا ہوتے، آگے بڑھتے ہوئے اس کی بازو پکڑنی چاہی۔وہ برق رفتاری سے ایک طرف ہو گئی اور بازو کمال مہارت سے گھما کر کمر کے پیچھے کر لیا۔

"نا۔۔نا۔۔۔۔اب یہ کوشش بھی مت کیجئے گا۔۔۔۔۔"

کہہ کر وہ دوبارہ اندر جانے کیلئے مڑنے لگی جب موحد نے ہاتھ بڑھا کر اسے گدی سے پکڑا اور گھما کر اس کا رُخ اپنی جانب کیا۔جھٹکا لگنے سے اس کے سر سے ڈوپٹہ پھسل کر کندھوں پر آٹھہرا۔ایک ہاتھ سے اس کی گردن پکڑے دوسرے ہاتھ کی انگلی اٹھا کر وہ لہجے میں تلخی سموتے ہوئے قطعی انداز میں بولا۔

"آرام کی زبان سمجھ جاؤ۔بہتر رہے گا تمھارے لئے۔ورنہ زبردستی کرنے پر آیا تو میرا طریقہ سب کو گراں گزرے گا۔تم کل کوئی تماشا نہیں لگاؤ گی۔جو کہہ رہا ہوں کرتی جاؤ

www.novelsclubb.com

ورنہ۔۔۔۔۔۔۔"

وہ رُکا۔زینب گردن کے پیچھے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھے مسلسل اپنے آپ کو چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی۔اس سب کے دوران وہ بھول چکی تھی کہ موبائل ابھی بھی اس کے ایک ہاتھ میں تھا۔جس پر دوسری طرف ساری کاروائی سنائی دے رہی تھی۔اس کے کھلے بال گردن اور موحد کے ہاتھ کے درمیان میں تھے لیکن موحد کے ہاتھ کا دباؤ اس کی گردن پر بہت زیادہ تھا۔موحد آگے جھکا اور چہرہ اس کے کانوں کے قریب لے جا کر مزید تلخی سے بولا۔

"ورنہ۔۔۔پَر پُرزے کاٹ کر گھر بٹھادوں گا۔پھر رونا بیٹھ کر۔۔۔۔۔۔۔۔"

اپنی بات کہہ کر وہ پیچھے ہوا۔زینب کے بال اور گردن ابھی تک اس کی گرفت میں تھے۔ بالآخر آنکھوں میں نفرت لئے وہ ہمت کر کے بولی۔

"شرم آرہی ہے آپ کو۔اپنے تایا کی یتیم بچی کو ایسی دھمکی دیتے ہوئے۔۔۔۔۔"

"تایا کی یتیم بچی کو میں نے آرام سے بھی سمجھایا تھا۔پر پتہ ہے کیا۔۔۔تایا کی بچی کو آرام کی بات سمجھ نہیں آتی۔۔۔۔۔پھر مجبوراً مجھے ایسا کرنا پڑتا ہے۔۔۔"

بات کے اختتام پر اس نے گردن پر ہاتھ کا دباؤ بڑھایا۔زینب نے تکلیف سے آنکھیں میچ لی۔ایسا اس نے کبھی نہیں کیا تھا۔بازو پر دباؤ وہ برداشت کر لیتی تھی اور اب بھی وہ مرد تھا اُس کی گرفت مضبوط تھی ورنہ وہ خود کو چھڑوا چکی ہوتی۔

www.novelsclubb.com

"میری بات سمجھ میں آئی ہے یا نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اس کی خاموشی پر وہ دوبارہ بولا۔ جیسے بس مثبت جواب کا منتظر ہو۔ زینب نے اس کی بات پر آنکھیں کھولیں جن میں اب آنسو تیر رہے تھے۔ کچھ دیر پہلے کی خوداعتمادی اس کی گرفت میں ہوا ہوئی تھی۔ لیکن اب بھی جب وہ بولی تو آواز رندھی ہوئی لیکن لہجہ اٹل تھا۔

"میں آپ کا حکم ماننے کی پابند نہیں ہوں۔۔۔۔"

"آہاں، رسی جل گئی پر بل نہیں گیا۔۔۔۔۔"

موحد نے اس کے آنسوؤں پر چوٹ کی تھی۔

"میں چچا جان کو بتاؤں گی۔ آپ کی کوئی بات نہیں مانوں گی۔۔۔۔۔۔۔"

"تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اس کی گردن ایک جھٹکے سے چھوڑتے ہوئے اس نے اسے پیچھے کو دھکا دیا۔ زینب کی کمر پیچھے کمرے کے دروازے سے لگی۔ موحد نے ابھی اس کی طرف قدم بڑھایا ہی تھا جب اس آواز پر ایک دم ٹھہر گیا۔

www.novelsclubb.com

"موحد، زینب۔۔۔۔۔۔۔"

موحد کے قدم وہیں رُک گئے۔ اس کے چہرے کا رنگ بدلا تھا۔ آگے بڑھنے کی بجائے وہ دو قدم پیچھے کو ہوا۔ رُخ ابھی بھی زینب کی طرف تھا۔ آنے والے کو ابھی دونوں نے ہی نہیں دیکھا تھا کیونکہ موحد کے کھڑے ہونے کی وجہ سے زینب کا منظر بھی بلاک تھا۔

موحد کی پشت سیڑھیوں کی طرف تھی۔

"یہاں کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔؟"

وہ کہتی ہوئیں آگے بڑھنے لگی۔ آواز پہچان کا زینب کو ہوش آیا۔ اس نے اپنا حلیہ دیکھا۔ ڈوپٹہ سر سے کب کا اتر چکا تھا۔ آنکھوں سے آنسو اور گردن پر ہاتھ بہت کچھ واضح کر رہا تھا۔ اس سے پہلے کے آنے والی خاتون زینب کو دیکھ پاتی اس نے جلدی سے آنسو صاف کئے اور ڈوپٹہ سر پر ٹکایا ایسے کے گردن مکمل طور پر ڈھک گئی۔ اتنی دیر میں موحد سنبھل چکا تھا۔ وہ درمیان سے ایک طرف ہوا، نوارد کو زینب کا چہرہ دکھا۔ وہ اتنی دیر میں خود کو سنبھال چکی تھی۔

میں کچھ پوچھ رہی ہوں، یہاں کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔"

قریب آکر انہوں نے اپنا سوال دہرایا۔ موحد کے ذہن نے کام کیا۔ فوراً سے بولا۔

"کچھ نہیں امی، بس ایسے ہی ہم کسی موضوع پر بات کر رہے تھے۔۔۔۔ کیوں زینب۔۔۔"

www.novelsclubb.com

ساتھ ہی اس نے زینب سے تائید چاہی۔ مشکوک نظروں سے موحد کو دیکھتے ہوئے اب وہ زینب کی طرف بڑھی جو کافی سنبھلی ہوئی دیکھائی دے رہی تھی۔ البتہ اس کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا۔

"جی جی، چچی جان۔ یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔۔۔۔"

انہوں نے پھر موحد کو دیکھا۔

"مجھے لگ نہیں رہا۔ مجھے جھڑکنے کی آواز آرہی تھی اور اتنی بھی کیا ضروری بات تھی جو تم اس وقت ادھر آگئے۔۔۔۔"

ایسے لگتا تھا جیسے انہیں موحد کا ادھر اس وقت میں آنا زیادہ پسند نہیں آیا تھا۔ زینب کی رنگت آہستہ آہستہ بحال ہو رہی تھی جبکہ اپنی ماں کی بات سن کر موحد لمحے بھر کو گھبرایا۔

زینب نے کچھ کہنے کو لب کھولے لیکن اس سے پہلے ہی موحد بول اٹھا۔

"امی بس مجھے کسی بات پر غصہ آگیا تھا زیادہ بڑی بات نہیں تھی۔۔۔۔۔"

اور دل ہی دل میں وہ شکر ادا کر رہا تھا کہ شکر امی نے اسے زینب کی گردن دبوچے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔

"باقی زرا ضروری بات تھی اس لئے ادھر چلا آیا۔ آئیندہ احتیاط کروں گا۔۔۔"

بات کرتے ہوئے اس نے گردن کھجائی۔ سچوئیشن آکورڈ سے ہو گئی تھی۔

"جو بھی تھا۔ کسی سے اس لہجے میں بات کرنا اخلاقیات نہیں ہوتی۔ آئیندہ بولنے سے پہلے یہ سوچ لینا کہ تمھارا اس سے رشتہ کیا ہے۔ وانیہ کو پتہ لگا تو وہ غصہ کرے گی۔۔۔۔۔۔"

اب کی بار انہوں نے آرام سے سمجھایا۔

"جی امی، آئیندہ خیال رکھوں گا۔ معزرت۔۔۔۔"

اتنا کہہ کر وہ رکا نہیں تھا۔ ایک کٹیلی نظر زینب پر ڈال کر منظر سے ہٹ گیا۔ زینب کو مزید

کھڑا رہنا دشوار لگ رہا تھا۔ موحد کے منظر سے ہٹتے ہی اس کی باتیں ذہن میں پھر گونجنے لگی تھیں۔

”چچی جان، میں کپڑے بدل کر آتی ہوں۔۔۔۔“

اتنا کہہ کر وہ اندر کی طرف بڑھی۔

”رُکو زینب۔۔۔۔۔۔۔۔“

ان کی آواز پر وہ پھر مڑی۔ انہوں نے آگے بڑھ کر اس کی کہنی تھامی۔

”بیٹا، تم بھی میرے لئے سحر ش کی طرح ہو۔ ایسی کوئی بات ہو تو مجھے بتا دیا کرو۔ ابھی تو میں تمھیں نیچے آنے کا کہنے آئی تھی تو موحد کو دیکھ لیا۔ آئندہ سے اس نے تم سے ایسے لہجے میں بات کی تو تم مجھے بتاؤ گی ٹھیک ہے۔۔؟“

انہوں نے اس کی کہنی تھپک کر بڑے سمجھانے والے انداز میں کہا۔ زینب نے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا۔ اپنے ابو کی وفات کے بعد اگر وقاص صاحب نے انہیں ابو کی کمی محسوس ہونے نہیں دی تھی تو امی کی وفات کے بعد چچی بھی ان کا خیال رکھتی تھیں۔ زینب کی آنکھیں بھیگنے لگی۔

”جی چچی جان، ٹھیک ہے۔ اب آپ نیچے جا کر تیاری کریں۔ میں بس کچھ دیر میں آتی ہوں۔۔۔۔“

”چلو ٹھیک ہے۔ جاؤ، جا کر فریش ہو۔ میں نیچے تمھارا انتظار کر رہی ہوں۔ ویسے بھی

مہمان آنا شروع ہو گئے ہیں۔۔۔۔"

کہہ کر وہ جانے کیلئے مڑ گئی اور اگلے ہی لمحے زینب کمرے کے اندر تھی۔اندر آ کر اس نے دروازے کو ڈبل لاک کر دیا اور وہی دروازے سے ٹیک لگائے گہرے گہرے سانس لینے لگی۔ایک ہاتھ میں پکڑے موبائل کو اس نے بیڈ پر پھینک دیا۔اس کے ذہن سے یہ بات نکل چکی تھی کہ ارسم کال پر موجود ہے۔آنسو اس کی آنکھوں سے پھر بہنا شروع ہو گئے۔ موحد بھائی میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔وہ بس اسی نہج پر سوچ جا رہی تھی۔

"زینب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

ناجانے کتنی دیر بعد اب ارسم نے پکارا۔خاموشی ہونے کی وجہ سے آواز ریسیور سے کمرے میں گونجی تھی۔زینب چونکی۔پھر جلدی سے بیڈ کی طرف بڑھی۔موبائل اٹھا کر دیکھا تو کال چل رہی تھی۔اس نے بیڈ پر گرنے کے انداز میں بیٹھتے ہوئے موبائل کان سے لگایا۔بولی وہ کچھ نہیں۔اس کے رونے میں روانی آگئی تھی۔وہ اب ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

"زینب زینب، ریلکس۔جسٹ کول ڈاؤن۔کچھ نہیں ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"وہ اتنا کچھ کہہ گئے۔اتنا کچھ کر گئے ابھی بھی کچھ نہیں ہوا۔ایسا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔وہ میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہیں۔۔۔۔۔"

ہچکیوں کے درمیان اس نے یہ الفاظ ادا کیئے تھے۔جب کہ دوسری طرف وہ ٹھنڈا تھا۔

www.novelsclubb.com

''تم جانتی ہو ایسا کچھ ممکن نہیں۔وہ کچھ کر بھی لیں تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ریلیکس زینب۔ ابھی بس تم وہ کرو جو وہ کہہ رہے۔میں جلد ابو سے بات کرلوں گا۔تم چچا جان سے سوچنے کا وقت لینا۔ابھی کوئی فائنل جواب نہ دینا۔تب تک میں ابو سے بات کرلوں گا۔جلد ہم رشتہ لائے گے۔پھر چچا جان تمھاری رضامندی سے ہی رشتہ کرے گے۔۔۔۔۔۔''

وہ اور بھی بہت کچھ کہہ رہا تھا لیکن زینب بدستور روئے جا رہی تھی۔وانیہ کی بار اسے یہ سب محسوس نہیں ہوا تھا کیونکہ تب اور بات تھی۔لیکن یہ اس کی زندگی کا معاملہ تھا کیسے موحد بھائی مجھ پر اپنی مرضی مسلط کر سکتے ہیں۔اسے شدت سے اپنے بابا کی یاد آئی تھی۔ کاش! بابا ہماری زندگی سے کبھی نا جاتے۔۔۔۔اس نے بے بسی سے سوچا تھا۔باہر دوپہر قطرہ قطرہ پگھل کر سہ پہر میں بدل رہی تھی۔

---

www.novelsclubb.com

ختم کے دوران یا اس سے پہلے موحد گھر میں نظر نہیں آیا۔زینب کی متلاشی نظریں لاؤنج میں گھومتی رہی تھیں لیکن خالی ہی لوٹ آتیں۔تمام انتظامات بخیریت سرانجام پہنچے۔ کھانے کے بعد آہستہ آہستہ محفل میں شریک لوگ بھی واپس جانے لگے۔جب لاؤنج

خالی ہو گیا تو وانیہ اور سحرش کے ساتھ لاؤنج کا پھیلاوا سمیٹنے کے بعد زینب سارے برتن اٹھا کر کچن میں آگئی۔ برتن دھونے کی باری اس کی تھی۔ پانی کی دھار سیدھی کانچ کے برتنوں پر پڑ رہی تھی اور زینب کی سوچ صبح ہوئے واقعے کی طرف ہی تھی۔ وہ جزباتی ہوئے بغیر اس مسئلے کا کوئی حل نکالنا چاہتی تھی۔ وہ سوچنے کا وقت لیتی تو چچا جان کے ساتھ باقی سب نے بھی وجہ پوچھنی تھی۔ اسے کوئی ٹھوس وجہ چاہیے تھی لیکن جب تک ارسم اپنے گھر بات نہ کر لیتا وہ کوئی ٹھوس وجہ پیش نہیں کر سکتی تھی۔

یہی سوچتے ہوئے اب وہ آخری ڈش واش کر رہی تھی جب باہر سے آتی آوازوں میں اس نے چچی جان کی دل خراش چیخ کی آواز سنی۔ وہ فوراً سوچوں کی دنیا سے باہر آئی تھی۔ جھٹکا لگنے پر ٹرے اس کے ہاتھ سے گرتے گرتے بچی۔

"اللہ خیر کرے۔۔۔۔۔۔"

جلدی سے ٹرے سائیڈ پر رکھتی ہاتھ دھو کر تولیے سے صاف کر کے وہ باہر کی طرف بڑھی۔ کچن کے دروازے سے ہی لاؤنج کا منظر واضح ہوا۔ سب حیرت اور پریشانی سے لاؤنج کے دروازے کو دیکھ رہے تھے جہاں چچی روتے ہوئے موحد کے بازو کو دیکھ رہی تھیں۔ جو انہیں کچھ کہنے کی کوشش کر رہا تھا کہ۔۔۔

"زیادہ کچھ نہیں ہوا بس ہلکا سا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔۔۔"

لیکن وہ اس کی ایک نہیں سن رہیں تھی۔ بالآخر موحد کے پیچھے کھڑے منان نے آگے ہو

کر کہا۔

"تائی امی کچھ نہیں ہوا۔ہلکا سا زخم ہے۔جلدی آرام آجائے گا آپ اندر تو آنے دیں۔۔۔"

پھر وہ کہیں مطمئن ہوئیں اور اسے پکڑ کر لاؤنج میں لائیں۔وہ سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس تھا۔ایک ہاتھ پیٹ پر باندھ رکھا تھا جس پر سلنگ بندھی ہوئی تھی۔اس کے چلنے کے انداز میں لڑکھڑاہٹ سی تھی لیکن وہ اپنی ماں کا بازو پکڑے آرام آرام سے چلتا صوفے تک آیا۔

اب وہ لاؤنج میں صوفے پر بیٹھا ہوا تھا اور باقی سب اس کے ارد گرد جمع تھے۔تاکہ وہ بتائے کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا۔اس سے پہلے تائی جان دوبارہ شروع ہوتیں ایان جو کہ اس کے ساتھ بیٹھا تھا، ٹھہرے ہوئے لہجے میں کھنکھارتے ہوئے بولا۔

"زیادہ پریشانی والی بات نہیں ہے۔بس گاڑی موڑتے ہوئے دھیان نہیں رہا۔ون وے روڈ تھا۔بریک نہیں لگی اور سامنے سے آنے والی کار سے ٹکر ہو گئی۔میں ساتھ والی سیٹ پر تھا۔ڈرائیونگ یہ کر رہا تھا تو اسے زیادہ لگی ہے۔۔۔مجھے بس معمولی سی خراشیں آئی ہیں۔۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

آخر میں اس نے ہلکے سے اپنی شرٹ کا آستین اوپر کو کھینچا تو نیچے بازو پر دو جگہ سنی پلاسٹ لگے دیکھائی دیئے۔آنکھوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے تائی جان نے پہلا سوال کیا۔

"تو منان کہاں تھا۔۔۔۔۔۔؟"

"وہ صبح سے آفس میں ہی تھا۔وہاں سے گھر آنے کی بجائے ایک کام کے سلسلے میں چلا گیا۔

اب اس واقعے کے بعد اسے ہوسپیٹل فون کر کے بلایا تھا۔اب ہمارے ساتھ گھر آیا ہے۔۔۔"

صوفے کے پیچھے کھڑے منان کی بجائے ایان نے ہی اس بار بھی تائی کے سوال کا تفصیل سے جواب دیا تاکہ وہ مطمئن ہو جائیں۔باقی سب بھی غور سے کھڑے ایان کو سن رہے تھے۔کیونکہ ہوسپیٹل سے آنے والوں میں صرف وہی بول رہا تھا۔زینب کی کچن کی چوکھٹ میں کھڑی تھی۔

"ختم کے وقت تو تم گھر تھے۔بعد میں موحد کے پاس کیسے گئے۔۔۔۔"

"مجھے فون آیا تھا اس کا۔اس کی گاڑی خراب ہو گئی تھی ادھر ریلوے سٹیشن والی سائیڈ پر۔میں اپنی گاڑی لے کر اسے لینے گیا تھا۔اس کی گاڑی میں ٹکر لگنے کی وجہ سے کچھ ٹیکنکل مسئلہ آگیا ہے۔۔۔صبح تک آجائے گی۔۔۔"

"تو ڈاکٹرز نے کیا کہا ہے۔۔۔۔کیا ہوا ہے میرے بچے کو۔۔کب تک ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔"

www.novelsclubb.com

تائی جان نے گیلی سانس اندر کھینچتے، موحد کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے پوچھا۔

"اس کی بازو کو آرام دینا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

آرام سے ہر بات کا جواب دیتے ہوئے اس بار وہ اٹکا۔پھر سوچتے ہوئے بولا۔

"زیادہ ہلانی نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سیدھے کندھے پر بھی زور نہیں ڈالنا۔دائیں

طرف کا سارا حصہ دباؤ میں آیا ہے۔۔"

بامشکل اس نے اپنی بات مکمل کی تھی۔

"تو یہ مڑ و نا گلے میں پھانسی کا پھندا کیوں ڈال دیا ہے۔۔۔۔۔۔"

ان کا اشارہ اس کے بازو میں بندھی سلنگ کی طرف تھا۔ان کی بات سن کر ایان سمیت وہاں موجود تمام افراد نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔

"میری معصوم تائی جان۔یہ حفاظت کیلئے ہے۔تاکہ یہ بازو کو زیادہ نہ ہلائے۔آپ پریشان نہ ہوں۔۔۔۔۔۔۔"

ایان نے ابھی بھی سکون سے جواب دیا۔اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتیں موحد خود ہی بول اٹھا۔

"امی زیادہ کچھ نہیں ہوا۔اب ختم کردیں یہ انوسٹیگیشن اور دوپہر میں آپ ہی مجھے بول رہی تھیں کہ ایسی بدتمیز اولاد اللہ نے آپ کو نہ دی ہوتی۔اب آپ کو ہی صبر نہیں آرہا۔۔"

www.novelsclubb.com

وہ مسکراہٹ دبائے سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

"ہیے چپ۔۔۔۔۔"

انہوں نے اس کی سر پر ہلکی سی چپت رسید کی۔پھر گلوگیر لہجے میں بولی۔

"کیوں نہ دی ہوتی اولاد۔۔۔۔۔مائیں تو غصے میں بہت کچھ کہہ دیتی ہیں۔اس کا یہ

مطلب تو نہیں کہ وہ ایسا چاہتی ہیں۔ محبوب چیز ہزار غلطیوں اور کوتاہیوں کے بعد بھی محبوب ہی رہتی ہے اور اولاد ماں باپ کیلئے محبوب ہی ہوتی ہے۔ پھر چاہے وہ غلطی کرے یا گناہ۔"

پھر اتنا کہہ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"ادھر بیٹھو۔ میں کچھ کھانے کیلئے لاتی ہوں اور تمھارے ابا لوگ بیٹھک میں بیٹھے ہیں ابھی کچھ دیر بعد باہر آئے گے تو خود ہی جواب دینا کہ دیر سے کیوں آئے ہو۔۔۔"

کہہ کر وہ کچن کی طرف بڑھ گئی اور پیچھے موحد نے ایان کو مدد طلب نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو "یہی باتیں دوبارہ دہرانی ہیں،" جس نے جواباً اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔ پھر موحد نے چہرہ موڑا تو نظر کچن کے دروازے میں کھڑی زینب پر پڑی جو ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہی تھی۔ موحد نے زرا غور کیا تو معلوم ہوا وہ اسے نہیں اس کے ہاتھ کو دیکھتی جیسے کسی سوچ میں گم تھی۔ اس کے زہن میں ایک خیال آیا۔

"آہم آہم۔۔۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

موحد کھنکھارا۔ ابھی سب بیٹھے تھے۔ یہ مناسب وقت تھا بات کرنے کا۔ وہ جو سب اب دوبارہ اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے تھے موحد کے متوجہ کرنے پر فوراً متوجہ ہوئے۔

"دراصل کل گھر میں کچھ مہمان آرہے ہیں۔ ایان، منان تم لوگ آفس سے جلدی فری ہونے کی کوشش کرنا۔ میں کل نہیں جاؤں گا۔ صدف تم اور غزل دونوں اپنی اکیڈمی سے

آف لے لینا۔ سحرش کل کوئی چار بجے کے بعد کی کلاس ہو تو بنک کر دینا اور گھر میں موجود رہنا۔۔۔"

سب کی حیران نظریں موحد کی طرف اٹھیں تھیں۔ سوائے منان اور وانیہ کے۔ ابھی صرف وہاں سب کزنز ہی موجود تھے۔ کچن کی چوکھٹ میں کھڑی زینب بھی چونکی۔

"کل کیا ہے بھائی۔۔۔۔"

سب سے پہلے سحرش بولی تھی۔

"زینب کو کچھ لوگ دیکھنے آرہے ہیں۔۔۔۔"

"ارے واہ۔۔۔۔ مطلب ایک نیا فنکشن۔۔۔۔۔۔"

صدف جوش سے بولی۔ وانیہ بھی وہی ساتھ ہی بیٹھی تھی۔ زینب نے غور سے اس کے تاثرات دیکھے۔ ان کے چہرے پر کوئی چونکنے کا تاثر، کوئی حیرت نہیں تھی۔ جیسے وہ پہلے سے جانتی تھی۔ جیسے اسے پہلے سے سمجھا دیا گیا تھا۔ جیسے اسے پہلے سے راضی کر لیا گیا تھا۔

زینب نے سوچا۔۔۔ کیا وہ اس کی بہن تھی۔۔۔؟ اس نے بددلی سے ہاتھ دروازے کی چوکھٹ سے پہلو میں گرا دیئے۔ پھر مڑی اور ایپرن اتارنے لگی۔ پیچھے سحرش، غزل اور صدف نے موحد کے گرد دائرہ بنا لیا اور اس پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔

"کون ہیں وہ۔۔۔۔؟"

"آپ نے ہمیں پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔۔۔؟"

"آپ جانتے ہیں انہیں۔۔۔؟"

"ایک تصویر ہی دکھا دیں۔۔۔۔"

اور بیچ میں ایان اور منان کے ٹھوکے۔ان کی باتوں کو نظرانداز کر کے وہ چولہے کی طرف بڑھی۔جہاں چچی موحد کو دینے کیلئے کھانا گرم کر رہی تھیں۔

"لائیں چچی میں کر دوں۔۔۔۔آپ تب تک موحد بھائی کیلئے جوس لے جائیں۔میں ان کیلئے کھانا لگاتی ہوں۔۔۔"

"ٹھیک ہے بیٹا۔۔۔۔زرا دھیان سے۔۔۔"

کہہ کر وہ فریج کی طرف بڑھیں پھر فریج سے جوس نکال کر ٹرے میں رکھا اور باہر لے گئیں۔پیچھے زینب نے کھانا گرم کرتے ہوئے مشکل سے اپنے ہاتھ کی کپکپاہٹ روکی تھی۔اس کا دل ایک دم خالی سا ہو گیا تھا۔ہونٹ بھی یونہی کپکپا رہے تھے اور آنکھوں میں آنسو جما تھے۔

"امی بابا، یہ سب جانتے تھے۔وانیہ آپی بھی جانتی تھی۔موحد بھائی نے سب کو بتا دیا۔سب کو منا لیا۔میں کچھ نہیں کر سکتی سوائے چپ رہنے کے۔لیکن کوئی مجھ سے پوچھے تو سہی میں کیا چاہتی ہوں۔آپ دونوں ہوتے تو میرے ساتھ ایسا نہ ہونے دیتے لیکن میں کیا کروں۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی۔۔۔۔۔"

اپنے آنسوؤں کو روکتی وہ دل ہی دل میں اپنے والدین سے مخاطب تھی۔

"اے آرام سے ہاتھ لگاؤ۔۔۔"

کچن سمیٹ کر اپنے لئے چائے بنانے کے بعد وہ باہر لان میں چلی گئی۔ ٹھنڈی ہلکی چلتی ہوا کو محسوس کرتے ہوئے اس نے چائے پی۔ پھر اندر آکر نیچے والے پورشن کی تمام بتیاں بجھا کر وہ اب اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی جب اس نے وہ آواز سنی۔ دوسرے پورشن پر سٹڈی کے ساتھ والے کمرے سے یہ آوازیں آ رہی تھیں اور زینب اتنی خاموشی میں یہ آوازیں بخوبی سن سکتی تھی۔

وہ موحد کا کمرہ تھا۔

"ہاں، تو تمھیں کس نے کہا تھا ان لڑکوں سے پنگا لو۔۔۔۔"

اور منان کی آواز پر اس کے مزید بڑھتے قدم رکے۔اس کی بات پر وہ چونکی بھی تھی۔اسے کمرے میں جانے کی جلدی تو نہ تھی۔بس اس کے قدم خود بہ خود کمرے کے باہر کی طرف اٹھے۔

"میں نے انہیں کچھ نہیں کہا تھا۔خود ہی بدتمیزی کر رہے تھے۔جواباً کچھ کہا تو ہاتھا پائی پر اُتر آئے۔۔۔۔۔"

"ہاں اور آپ بیچارے ایک،ان چار سے مار کھا آئے۔۔۔۔"

کمرے کے اندر آؤ تو جواباً اُس کے سامنے صوفے پر بیٹھا منان مسکراہٹ دبا کر بولا۔خود وہ بیڈ پر بیٹھا تھا۔موحد نے اسے گھورا۔

"میرا دماغ نہ خراب کرو۔پہلے ہی غصہ آرہا ہے۔چاروں کے چہرے ڈھکے ہوئے تھے۔کسی کا چہرہ بھی نہیں دیکھ پایا۔۔۔۔"

زینب کے کان مزید متوجہ ہوئے۔

"اور یہ نیچے ایان سے کیا کہلوایا۔بچارہ،اس سے تو جھوٹ بھی سہی سے بولا نہیں جا رہا تھا۔۔۔"

بات کے اختتام پر منان زور سے ہنسا تھا۔پہلے سے ہی بُرے موڈ کے ساتھ بیٹھے موحد نے پاس بیڈ پر پڑا کشن اٹھا کر اسے مارا۔

”مجھے پہلے ہی تم پر غصہ ہے۔وقت پر فون تواٹھایا نہیں۔ایان بھی وہاں پہنچا تو ہکا بکا سا تھا۔ تب تک وہ لڑکے بھی جا چکے تھے لیکن شکر ہے وہ مجھے ہوسپیٹل تک لے گیا اور ابھی نیچے جو کور سٹوری تیار ہوئی وہی بک دی اور میرا خیال ہے ایان نے بڑے اچھے سے سب ہینڈل کیا ہے۔۔۔“

”ہاں واہ،میرا دل کر رہا تھا اٹھ کر تالیاں بجاؤ اس کی پرفارمنس پر۔۔۔۔۔۔“

منان نے باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر تالی بجائی تھی۔اب کی بار موحد خاموش رہا۔منان نے دیکھا اس کے چہرے پر تکلیف زدہ تاثرات تھے۔وہ اپنے بائیں ہاتھ سے اپنی سلنگ ٹھیک کر رہا تھا۔جب کچھ دیر خاموشی رہی تو زینب نے آرام سے قدم اٹھاتے واپس جانا چاہا۔

”ویسے تمھیں واقعی سزا ملی ہے۔کس نے کہا تھا زینب پر اس قدر تشدد کرو۔۔“

منان کی اس آواز پر زینب کی قدم دوبارہ رُکے۔کمرے کے اندر موحد نے منان کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔اسے افسوس ہوا اس نے ہوسپیٹل میں منان کو کیوں بتایا کہ اس نے زینب کو 'منالیا' ہے۔پھر وہ جتاتے ہوئے بولا۔

”مت بھولو مسٹر منان،یہ تمھارا ہی آئیڈیا تھا کہ زینب کو ڈرایا،دھمکایا جائے تاکہ وہ رشتے والے بات کا مثبت جواب دے۔۔۔“

اور کمرے کے باہر کھڑی زینب نے حیرت سے دونوں ہاتھ منہ پر رکھے۔اس کے چہرے پر بے یقینی پھیلی۔منان بھائی بھی۔۔۔۔۔۔؟

www.novelsclubb.com

"میں نے بات بس ڈرانے دھمکانے تک کی تھی۔ تشدد کا اضافہ آپ نے خود کیا تھا۔۔۔"

سامنے والے کے اطمینان میں کمی نہیں آئی تھی۔ جیسے وہ اپنے مشورہ دینے پر زرا برابر شرمندہ نہیں ہوا تھا۔ جواباً موحد نے تنگ آکر کہا۔

"تشدد نہ ہو گیا۔ ایٹم بم ہو گیا۔ دوپہر میں بھی امی اوپر سے آتے ہی سنانے لگ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"تو بندہ آس پاس دیکھ لے۔۔۔۔۔۔"

منان نے بیچ میں ٹھوکا دیا لیکن وہ کہے جا رہا تھا۔

"ایسے نہیں، ویسے نہیں۔ رشتے کا خیال کیا کرو۔ اگلی بار ایسا ہوا تو ابو کو بتا دیں گی اور اب تم کرلو زلالت۔ تنگ آگیا ہوں میں۔۔۔۔۔"

بولتے ہوئے اب اس کا سانس پھولنے لگا تھا۔ عام حالات میں ایسا نہ ہوتا لیکن طبیعت خرابی کے باعث وہ بہت ضبط کئے اپنی تکلیف برداشت کر رہا تھا۔

"اوکے اوکے ریلکس۔۔۔۔۔۔۔۔"

منان نے ماحول کو ٹھنڈا کرنے کیلیئے کہا اور جلدی سے اٹھ کر ٹیبل سے جگ اٹھا کر پانی کا گلاس بھرا۔

"یہ لو پانی پیو۔۔۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

موحد نے اس کے ہاتھ سے گلاس پکڑ کر ایک ہی سانس میں سارا پانی پی لیا پھر گہرے گہرے سانس لینے لگا۔ پھر سر بیڈ کراؤن سے ٹکا کر لہجے میں تپش لئے بولا۔

"بُری لگتی ہے مجھے وہ۔ جب وہ میری برابری کرتی ہے۔ جب وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتی ہے۔ جب وہ مجھ سے ڈرتی نہیں ہے۔ پھر مجبوراً مجھے ہاتھ اٹھانا پڑتا ہے۔ مجھے اس سے۔۔۔۔۔۔"

اور اتنا زینب کیلئے بہت تھا۔ وہ دروازے کے سامنے سے ہٹ گئی پھر جس خاموشی کے ساتھ آئی تھی اسی خاموشی کے ساتھ اپنے قدم گھسیٹتی وہ مشکل سے سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے تک پہنچی۔ ذہن میں ایک ہی جملہ گردش کئے جا رہا تھا۔

"بُری لگتی ہے وہ مجھے۔۔۔۔"

"بُری لگتی ہے وہ۔۔۔۔۔"

وہ تپش۔ وہ لہجہ۔ زینب اس جملے کو جھٹک نہیں پا رہی تھی۔ کوئی کسی سے یونہی اتنی نفرت کیسے کر سکتا ہے۔ کمرے کے اندر آکر اس نے دروازہ بند کیا اور ڈبل لاک لگا کر بیڈ تک آئی۔ اس پورشن میں اس کے علاوہ چھوٹے چچا زاہد اور ایان کا کمرہ تھا۔ منان کبھی کبھی اپنے کمرے میں آجاتا تھا ورنہ وہ دوسرے پورشن میں موحد والے کمرے میں ہی سو جاتا تھا۔

وہ تھکی ہاری بیڈ پر گرنے کے انداز میں بیٹھی۔ سوچوں کا تسلسل ایک دم کچھ یاد آنے پر ٹوٹا تو وہ جلدی سے جھکی اور تکیے کے دائیں طرف رکھا اپنا موبائل اٹھایا۔ سکرین آن کی پھر

www.novelsclubb.com

لاسٹ ڈائل پر کلک کر کے فون کان سے لگایا۔گھنٹی جارہی تھی اور تقریباً تیسری گھنٹی پر دوسری طرف سے کال ریسیو کرلی گئی۔

"اسلام علیکم! سویٹ ہارٹ، کیسی ہو۔۔؟"

اگلے ہی لمحے اس کی خوشگوار آوازا سپیکر میں گونجی۔

"موحد بھائی کو مارنے کیلئے لڑکے تم نے بھجوائے تھے۔ہاں یاناں۔۔۔؟"

اس کے سوال کو یکسر نظرانداز کئے زینب نے اپنا سوال داغا۔لمحے بھر کیلئے سامنے والا لاجواب ہوا تھا۔

"میں نے تم سے پوچھا ہے کیسی ہو۔۔۔؟"

چند لمحے کی خاموشی کے بعد اس نے پوچھا تھا۔اس نے بھی زینب کے سوال کو یکسر نظر انداز کیا تھا۔

"میں نے پوچھا،یاں یاناں۔۔۔۔"

اب کی بار اس کی بلند آواز کانپی تھی۔جواباً اُس نے کچھ کہنا چاہا۔

"زینب دیکھو۔۔۔۔۔۔۔۔"

"میں نے پوچھا۔ہاں یانا۔۔۔۔۔۔۔؟"

"ہاں۔۔۔۔۔"

اس نے بالآخر اقرار کیا۔زینب نے تھک کر آنکھیں بند کرلیں۔اسے محسوس ہوا اس کے

گال بھیگ رہے ہیں۔آنکھوں سے سفید مائع نکل کر گالوں پر بہنے لگا پھر وہ تھکے ہوئے لہجے میں بولی۔

"کیوں کیا تم نے ایسا۔۔۔۔؟"

"زینب پلیز کوئی اور بات کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔"

اس کا سارا موڈ خراب ہو چکا تھا۔

"ارسم تم آئیندہ ایسا کچھ نہیں کرو گے۔۔۔"

"سوری میں اس معاملے میں تمھارا حکم ماننے کا ارادہ نہیں رکھتا۔۔۔"

وہ بھی اب سنجیدہ تھا۔اسے شاید زینب کا ایسے کہنا اچھا نہیں لگا تھا۔

"میں نے بولا نا تم ایسا نہیں کرو گے۔۔۔"

"فار گاڈ سیک زینب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

وہ جیسے اکتا گیا تھا پھر دبے دبے غصے سے زرا اونچی آواز میں بولا۔

"اس نے جب تمھیں ہاتھ لگایا تھا اس سے تو پوچھ نہیں سکی 'کیوں ہاتھ لگایا ہے' اب میں نے کچھ کر دیا ہے تو فوراً پوچھنے لگ گئی ہو۔۔۔'تم نے ایسا کیوں کیا'۔۔۔"

بولتے بولتے اسے احساس ہوا اس کی آواز زیادہ ہی اونچی ہو گئی ہے۔دوسری طرف زینب نے بھی اسے پہلی بار اتنے غصے میں بولتے ہوئے سنا تھا۔وہ رُکا۔زینب کو اس کے گہری سانس لینے کی آواز سنائی دی۔پھر وہ بہت سا غصہ اندر اتارتے ہوئے زرا لہجے کو نارمل

کرتے ہوئے بولا۔

"دیکھو پچھلی بار میں نے نظر انداز کیا تھا۔جانے دیا تھا۔صرف تمھاری وجہ سے۔سنا۔۔؟ صرف تمھاری وجہ سے۔اس واقعے کو ابھی دن ہی کتنے گزرے ہیں۔میرے یہاں آنے سے پچھلے دن کا ہی واقع ہے۔ایک ہفتہ نہیں ہوا اس بات کو۔اب زرا ایک مہینہ آرام تو رہے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

وہ کہہ رہا تھا اور ادھر زینب کی آنسو رواں تھے۔کچھ دیر دونوں کی درمیان خاموشی رہی۔۔۔پھر جیسے وہ سمجھتے ہوئے بولا۔

"رونے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔سنا ہے میں نے آج۔جتنا تم ڈٹ کر کھڑی ہوگی وہ اتنا ہی تمھیں نقصان پہنچائے گا اور کم از کم میں تمھیں اس کے سامنے کمزور پڑتا نہیں دیکھ سکتا۔اسے تو شرم ہے نہیں۔اپنی تایازاد کے ساتھ یوں سلوک کرتے ہوئے حیا تو آتی نہیں ہے اسے۔۔بے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

روانی میں بولتے ہوئے وہ یک دم رُکا۔جیسے غلط بولنے لگا ہو۔اس کے یوں رُکنے پر زینب روتے ہوئے بھی مسکرا دی۔اتنی غیرت تو تھی اس میں کہ عورت کے سامنے کسی کو گالی نہیں دینی۔

"خیر جو ہونا تھا ہو گیا۔تم بتاؤ تمھیں اُس نے اس کے بعد کچھ کہا تو نہیں۔۔۔۔۔"

ماحول کو نارمل کرنے کیلئے وہ پوچھنے لگا۔زینب نے دونوں گالوں سے آنسو صاف کیے پھر نم

آواز میں بولی۔

"نہیں، میری بعد میں ان سے بات نہیں ہوئی لیکن ارسم تم آئیندہ ایسا نہیں کرو گے۔ چچی بہت پریشان ہو گئی تھیں اور اگر انہیں زیادہ کچھ ہو جاتا۔۔۔"

"کچھ نہیں ہونا اس انسان کو۔ اندازہ لگایا ہے میں نے بہت ڈھیٹ ہے۔۔۔۔"

پھر جیسے اس نے سر جھٹکا۔

"ویسے اس آدمی کے دماغ کو داد دینی پڑے گی۔ سب کے سامنے کیا کہانی گھڑی ہے۔۔۔۔"

وہ اپنی رو میں بولتا جا رہا تھا جب زینب چونکی۔ اس نے ارسم کی بات کاٹی۔

"ایک منٹ، ایک منٹ، تمھیں کیسے پتہ لگا انہوں نے کہانی گھڑی ہے۔۔۔"

"وہ۔۔۔۔"

اس نے ہاتھ جھلایا۔ زینب دیکھ نہیں سکتی تھی لیکن وہ جانتی تھی اس وقت ارسم کے تاثرات کیسے ہوں گے۔

www.novelsclubb.com

"اس کی فکر نہ کیا کرو۔ میں نے بتایا تو تھا میں نے اپنے موکل چھوڑے ہوئے ہیں۔۔۔"

وہ شوخ ہوا تھا۔ زینب نے پل بھر میں اس کے لہجے کو بدلتے دیکھا۔ ابھی کچھ دیر پہلے وہ غصے میں تھا اور اب۔۔۔۔۔۔ پھر کچھ یاد آنے پر سنجیدہ ہوتے ہوئے بولا۔

"میرا چھوڑو۔۔۔ تمھیں کس نے بتایا کہ اسے لڑکوں نے مارا ہے۔ اس نے تو سب کو

ایکسیڈنٹ کا ہی بتایا ہے۔۔۔۔"

"وہ میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اور پھر زینب نے جو کچھ سنا تھا سب اسے بتا دیا۔

"واہ۔۔۔۔"اس کی باتیں سن کر وہ طنزیہ بولا۔

"سلام ہے تم لوگوں کے گھر کی پرائیویسی پر۔۔۔ایسے ہی کوئی اور سن لیتا تو ہو گیا تھا معاملہ تمام۔۔۔"

"نہیں،اس وقت تک سب سو جاتے ہیں۔۔۔۔۔"

"ہاں بس مجھے ہی بدروحوں کی طرح رات دیر تک نیچے والے پورشن میں پھرنے کی عادت ہے۔۔۔۔"

ارسم نے بیچ میں ہی اس کی بات اُچک کر مکمل کی۔

"میں بس لائیٹس وغیرہ آف کرنے گئی تھیں۔۔۔۔"

زینب نے دانت کچکچاتے ہوئے اپنا فقرہ مکمل کیا۔ارسم،زینب کو تنگ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا۔اگلے ہی لمحے وہ پھر سنجیدہ ہوا تھا۔

"اچھا بتاؤ،تم نے چچا جان کو کیا جواب دینے کا سوچا ہے۔۔۔؟"

"ارسم یہ میرا معاملہ ہے میں خود ہی دیکھ لوں گی۔۔۔۔۔"

زینب نے پہلو بچانا چاہا۔دوسری طرف ارسم الجھا۔

"کیا مطلب، زینب یہ تمھارا نہیں۔ہم دونوں کا معاملہ ہے اور مجھے اس معاملے کے بارے میں سب پتہ ہونا چاہیے۔۔۔۔۔"

"یہ تمھارا معاملہ تب بنے گا جب تم اپنے والد کے ساتھ رشتہ لاؤ گے۔ابھی مجھے نمٹ لینے دو۔۔۔۔"

زینب نے دوٹوک جواب دیا تھا۔اس حوالے سے زینب کے ذہن میں کیا چل رہا تھا یہ ابھی زینب کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا۔

"ٹھیک ہے تم نہیں بتانا چاہتی مت بتاؤ۔لیکن جو کرنا سوچ سمجھ کر کرنا۔۔۔۔"

اس نے ایک آخری تنبیہ کی تھی۔اس نے پوچھنے پر اصرار نہیں کیا تھا۔اسے پتہ تھا جلد یا بدیر زینب ساری بات خود ہی اسے بتا دے گی اس لئے فلحال اس معاملے کو نہیں چھیڑا۔

"خیر یہ بتاؤ، دن کیسا گزرا۔ محفل کا انتظام وغیرہ۔۔۔سب خیر خیریت سے ہو گیا۔۔۔"

"ہاں بس اللہ کا شکر ہے۔۔سب خیر خیریت سے ہو گیا۔تم اپنا بتاؤ۔۔۔۔۔۔"

اب وہ آرام سے پاؤں جوتی کی قید سے آزاد کرتی، اوپر بیڈ پر رکھ رہی تھی۔کمر پیچھے بیڈ کراؤن سے لگا لی اور پاؤں سیدھے کر لئے۔موڈ پہلے سے کافی بہتر ہو گیا تھا۔وہ اسے اپنے دن کی مصروفیت وغیرہ بتا رہا تھا اور زینب ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ اسے سن رہی تھی۔ایسا ہی تھا وہ۔غصہ کر بھی جاتا تو اپنا موڈ فوراً ٹھیک کر لیتا تھا۔زینب کو اسے منانا نہیں پڑتا تھا۔

اب دونوں طرف خاموشی تھی۔کچھ دیر بعد ارسم بولا۔

"مجھے حیرانی ہوئی۔۔۔"

زینب چونکی۔

"وہ کیوں۔۔۔۔"

"اتنا سب ہو جانے کے بعد بھی تم اسے بھائی ہی بولتی ہو۔۔۔۔۔"

"میرے سامنے اخلاقیات ان کی ختم ہوتی ہے میری نہیں۔۔۔۔۔۔"

اس نے دو بدو جواب دیا تو ارسم لاجواب ہوا تھا۔

"واپس کب آ رہے ہو۔۔۔۔"

زینب نے بات کا رُخ بدلا تاکہ ماحول بہتر ہو۔

"کتنی دفعہ پوچھو گی یہ سوال۔۔۔۔۔"

"بتاؤنہ۔۔۔۔۔۔۔۔"

وہ ہر دفعہ یہی کہہ کر ٹال دیتا تھا۔آج اس نے پوچھ ہی لیا۔

"ابھی یہاں پنچائیت کے ایک دو کام ہیں۔پھر ابو سے تمھارے بارے میں بھی بات کرنی ہے۔ تین،چار دن مزید لگے گے۔۔۔۔"

اب اس نے تھوڑا تفصیل سے بتایا تھا۔

"میں تمھارا انتظار کر رہی ہوں۔۔۔۔۔"

وہ آہستہ سے بولی۔

"جانتا ہوں۔۔۔۔"

اس نے بھی سرگوشی کی۔چاند کی روشنی کھڑکی سے چھن کر کمرے میں آرہی تھی۔اس نے آکر لائٹ نہیں جلائی تھی۔وہ اپنے بالوں کی لٹ انگلی پر لپیٹتی اُس چاند کی کرن کو دیکھ رہی تھی۔دوسری طرف وہ بھی گاؤں کی پُرسکون فضا میں اپنے کمرے کی بالکونی میں موجود جھولے پر بیٹھا تھا۔ جھولے پر نیم دراز وہ سر اٹھا کر آسمان کو دیکھ رہا تھا۔جہاں بارہویں کا چاند اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔دونوں ہی کچھ دیر پہلے کہے اپنے اپنے جملے کے زیرِ اثر تھے۔

دونوں کے درمیان ایک مقدس سی خاموشی تھی۔جیسے دونوں ہی اس خاموشی کو توڑنا نا چاہتے ہوں۔پھر کچھ یاد آنے پر ارسم دھیرے سے بولا تو اس خاموشی کا تقدس ٹوٹا۔

"زینب۔۔۔۔۔۔۔"

"ہمم۔۔۔۔۔۔"

زینب بول کر اس ماحول کو توڑنا نہیں چاہتی تھی۔

"تمھاری اسائنمنٹ مکمل ہو گئی ہے نا۔۔۔۔۔"

اور زینب کا دل کیا ارسم کا سر پھاڑ دے۔اس ماحول میں اسے یہی بات کرنا یاد آئی تھی۔

لیکن اب وہ پُرفسوں ماحول کا مزہ خراب ہو چکا تھا اس لئے بنا غصہ کئے بولی۔

"ہاں،میں نے دوپہر میں ہی ڈن کر لیا تھا۔۔۔۔"

"اچھا، پھر مجھے ایک فیور دو۔ سر زاہد کے لیکچر پوائینٹس بتادو۔۔۔۔۔"

ارسم نے معصومیت سے فرمائش کی۔

"اوہو، ارسم ابراہیم کو فیور چاہیے۔انکل کو فون کر کے بتاؤں ان کے صاحبزادے کے کرتوت۔۔۔۔۔"

"اب تم مجھے دھمکی دو گی۔۔"

ارسم نے منہ بنایا۔

"دھمکی اور میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نہ نہ مجھے دھمکی دینی نہیں آتی۔کچھ لیناہی ہے تو آلو، پیاز، لہسن یہ سب پورا دن میرے ہاتھ میں ہوتا ہے۔کہو تو بھجوادوں۔۔۔؟"

آخر میں اس نے معصومیت سے پوچھا۔اب باری زینب کی تھی۔ وہ کیوں ارسم کو تنگ کرنے میں پیچھے رہتی۔ارسم نے کوئی جواب ہی نہیں دیا یہ اشارہ تھا کہ وہ ناراض ہے۔

"اچھا نہ سوری، آؤ پوائینٹس نوٹ کرواؤ۔۔۔۔۔"

زینب کے ذہن کے پردے پر اس کا پھولا ہوا منہ ابھرا تو جلدی سے مانی اور ارسم صاحب فوراً راضی ہوئے۔

"چلو کرواؤ۔۔۔۔۔"

"توبہ ہے ارسم، کتنے کوئی تم ایموشنل بلیک میلر ہو۔۔۔۔"

"تمھاری صحبت کا اثر ہے۔۔۔۔۔۔"

اس نے دو پہر والی بات کا حساب برابر کیا تھا۔

"اب تم زیادتی کر رہے ہو۔۔۔۔"

"اچھا بھئی۔معاف کرو۔۔۔وہ نہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اب بات کا رُخ بدل گیا۔ان دونوں میں ہلکی پھلکی نوک جھونک جاری تھی اور باہر رات قطرہ قطرہ کر کے پگھل رہی تھی۔چاند بھی آسمان پر چمکتے ہوئے ان دونوں کے چہروں پر موجود ہلکی سی مسکراہٹ دیکھ رہا تھا۔ارسم نہیں جانتا تھا چڑھنے والے دن میں اس کی زندگی کتنی بدلنے والی تھی۔نئی آنے والی صبح ہی جانتی تھی کہ زینب کی زندگی اب کس طرف مڑنی ہے۔

----

www.novelsclubb.com

اگلی صبح تمام گھر والوں کیلئے معمول سے ہٹ کر تھی۔ موحد کی تاکید پر صبح صبح اٹھتے ہی سب گھر کی صفائیوں میں لگ گئے تھے (جب کہ مہمان لان میں بیٹھنے تھے) لیکن زینب کیلئے وہ عام دنوں کی طرح ہی ایک دن تھا۔ زینب ویسے ہی روزانہ کی طرح اٹھ کر تیار ہوئی اور یونیورسٹی جانے کیلئے جب نیچے آئی تو وہاں الگ ہی ماحول تھا۔ وانیہ بازو چڑھائے جالے اتار رہی تھی۔ صدف اور غزل الماری سے برتن نکال رہی تھیں۔۔۔۔ زینب نے اور کسی کو نہیں دیکھا۔ اتنی صبح صبح وہ سب موحد کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے پاگل لگ رہے تھے۔

زینب کو اس سب میں پہلی بار گھبراہٹ ہونے لگی۔ مزید کسی کو دیکھے بغیر وہ سر جھکائے چلتی باہر لان میں آئی۔ ایان اسے وہی ملنا تھا۔ لیکن جیسے ہی اس نے سر اٹھا کر ایک نظر لان کو دیکھا تو وہاں بھی مالی گھاس کی کانٹ، چھانٹ کرنے میں مصروف دیکھائی دیا۔ مزید ایک نیا لڑکا بھی پھولوں کی دیکھ بھال کر رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ زینب چکرا کر گرتی ایان کی آواز آئی۔

"زینب تم۔۔۔۔۔"

وہ پلٹی۔ پیچھے پتھریلی روش پر وہ چلتا ہوا آرہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ایان بھائی مجھے یونی چھوڑ آئے۔۔۔۔"

بیگ کے سٹریپ کو مضبوطی سے تھامے اس نے آواز کو مضبوط کرتے ہوئے کہا۔ایان نے ایک نظر لان کو دیکھا پھر چابی نکالتا گاڑی کی طرف بڑھا۔

"آؤ چھوڑ دوں۔۔۔۔"

زینب جلدی سے اس ماحول سے جان چھڑاتی گاڑی میں بیٹھی۔ایان کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے گھر سے نکلتے وقت ونڈ سکرین سے باہر کا منظر دیکھا جہاں ان کے گھر کے لان میں سنہری دھوپ پڑتی دیکھائی دے رہی تھی۔ان کی گاڑی پیچھے کو جاتی رہی اور زینب کی آنکھوں سے یہ منظر اوجھل ہوتا رہا۔زینب نے گھر سے نکلتے وقت یہ آخری منظر دیکھا تھا۔لان میں کاریگر کام کرتے دیکھائی دے رہے تھے۔ان کے ہاتھ پھرتی سے چل رہے تھے اور پھر آہستہ آہستہ وہاں کا منظر بدلا وہ لوگ کام کر کے چلے گئے۔دھوپ کی کرنیں پوری آب و تاب سے نئی کٹی گھاس پر پڑنے لگی۔پھولوں سے میٹھی میٹھی خوشبو نکل کر سارے لان میں پھیلتی گئی۔وہاں دوپہر تک کوئی نہیں آیا اور پھر باہر کا گیٹ دوبارہ کھلا۔ایک گاڑی اندر آئی جس کا رنگ سفید تھا۔اس میں وہی لوگ تھے جو صبح یہاں سے نکلے تھے۔

فرنٹ ڈور کھول کر زینب باہر نکلی۔اس کا چہرہ سنجیدہ تھا۔وہ اسی چہرے کے ساتھ چلتی اندر لاؤنج میں آئی۔اس کے پیچھے ہی ایان بھی آیا۔سب گھر میں موجود تھے اور وہیں بیٹھے

خوش گپیوں میں مصروف تھے۔شاید سارا کام کر کے فارغ ہو چکے تھے۔

"اسلام علیکم!"

زینب نے لاؤنج میں داخل ہوتے سب کو سلام کیا۔اس سے پیچھے آتا ایان لاؤنج کے دروازے سے ٹیک لگائے وہی کھڑا ہو گیا۔سب کی نظریں زینب کی طرف اٹھیں۔وہ سلام کر کے نظریں جھکائے لاؤنج کا راستہ عبور کر کے سیڑھیوں تک آئی جب منان نے اسے پکارا۔وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی آفس سے آیا تھا۔

"زینب، آؤ آج کچھ دیر ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔سب گھر میں ہیں۔مزہ آئے گا۔"

وہ رُکی۔ گردن موڑ کر منان کو دیکھا پھر سنجیدگی سے بولی۔

"نہیں منان بھائی، میری کل ایک ضروری پریزنٹیشن ہے۔مجھے اس کی تیاری کرنی ہے۔"

"وہ تیاری پھر ہو جائے گی۔ابھی کچھ دیر ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔۔"

منان کی بات پر فوراً وانیہ نے بھی اسے دبے لہجے میں تنبیہ کرتے ہوئے منان والی بات دہرائی۔وہ سیڑھیوں کے دہانے پر کھڑی تھی۔ایک ہاتھ گرل پر رکھے رُخ موڑ کر وہ بس ان کی بات سننے کو رُکی تھی پھر جیسے فوراً بھاگ جانے کا ارادہ تھا۔زینب نے دیکھا۔وانیہ کے ساتھ صدف اور غزل اور ان کے سامنے صوفے پر موحد کے ساتھ سحرش بیٹھی تھی۔ خواتین شاید سارے کام کر کے اب آرام کرنے کی غرض سے اپنے کمروں میں جا چکی

تھیں۔

"آجائیں نہ آپی، ہم بھی اچھے لوگ ہیں۔۔۔۔۔"

اس سے پہلے کہ زینب کچھ بولتی صدف بھی بول اٹھی۔

"تم سب کو کیا ہو گیا ہے۔۔۔۔۔"

دفعتاً موحد نے سب کو گھر کا پھر زینب کو دیکھتے ہوئے نرم لہجے میں بولا۔

"جاؤ زینب آرام سے اپنے کام نبٹاؤ اور فریش ہو جاؤ۔ پھر شام میں مہمان بھی تو آرہے ہیں۔ تب تک بالکل آرام کرو۔ بس شام میں ٹائم سے نیچے پہنچ جانا۔ ٹھیک۔۔؟"

آخر میں اس نے سوالیہ آبرو اٹھائی۔ زینب نے بڑے ضبط سے اس کی ساری بات سنی۔

"جی ٹھیک ہے بھائی۔۔۔۔۔"

کہہ کر وہ رکی نہیں تھی۔ تیزی سے زینے پھلانگتی وہ اوپر چلی گئی۔ موحد کی آنکھوں نے آخری زینے تک اس کا پیچھا کیا۔ وہ بس یہ سوچ رہا تھا کہ وہ کل کے بعد سے اتنی خاموش کیسے ہے۔ رات بھی اس کی بات پر زینب نے خلافِ معمول کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ اس کی خاموشی موحد کیلئے حیران کن تھی۔

"میں زرا آتا ہوں۔۔۔۔"

آواز پر وہ چونکا۔ ایان جو دروازے سے ٹیک لگائے کھڑا تھا، کہہ کر سیڑھیوں کی طرف چلا گیا۔ وہ جانتا تھا ایان زینب کے پیچھے گیا ہے لیکن چپ کر کے وہی بیٹھا رہا۔

"ویسے بھی شام کے بعد زینب کی زندگی کی ڈور میرے ہاتھ میں ہی ہو گی۔۔۔۔۔۔"

یہ سوچ ہی اس کیلیئے بہت تھی۔وہ سب دوبارہ باتوں میں لگ گئے۔لیکن موحد یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ زینب خالد ہے۔۔۔'اس نے کبھی کسی کو اپنی زندگی چلانے کی اجازت نہیں دی تھی' وہ اپنی راہیں خود بنانے کی عادی تھی' اور اس بار بھی اس نے اپنے لئے راستہ نکالا ہوا تھا۔

---

www.novelsclubb.com

ان سے دو فلور اوپر زینب اپنے کمرے کا دروازہ کھول رہی تھی جب اسے پیچھے سے ایان نے پکارا۔

"زینب۔۔۔۔۔۔۔۔"

پکار پر وہ چونک کر پلٹی۔سامنے والے کو دیکھ کر حیران ہوئی۔بہت عرصہ ہوا اس نے زینب کے پیچھے آنا چھوڑ دیا تھا۔اب اچانک یوں،اس کا حیرت میں ڈوبنا فطری تھا۔

"جی۔۔۔۔۔"

"کیا ہم کچھ دیر بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں۔۔۔۔"

زینب مزید حیران ہوئی۔وہ آفس سے ابھی زینب کے ساتھ ہی آیا تھا۔بلیو ڈریس،پینٹ پہنے وہ ابھی بھی آفس والے حلیے میں ہی تھا۔اوپر سے اس کے چہرے کی سنجیدگی۔وہ اور منان جڑواں تھے لیکن ان کے چہرے کے ساتھ ساتھ ان کی عادات میں بھی کافی فرق تھا۔کچھ سوچتے ہوئے کچھ کہنے کی بجائے زینب نے کمرے کا دروازہ کھول کر اسے اندر آنے کا اشارہ کیا۔

چند لمحے بعد وہ کمرے میں کاؤچ پر بیٹھے تھے ایسے کہ دونوں کو ایک دوسرے کو دیکھنے کیلئے چہرہ موڑنا پڑتا تھا۔اس نے سنجیدہ لہجے میں زینب سے پہلے چند پڑھائی کے متعلق سوال پوچھے جن کا وہ بھی سنجیدگی سے جواب دیتی رہی۔کچھ دیر بعد وہ مدعے پر آیا۔

"زینب لڑکے والے صرف دیکھنے آرہے ہیں۔کوئی زبردستی نہیں ہے۔اگر تم نہیں چاہتی ایسا کچھ ہو تو بتادینا۔میں تایاجان سے بات کر کے معاملہ ختم کر دوں گا۔۔۔۔"

اس بات پر زینب نے چونک کر چہرہ موڑا اور غور سے اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

''نہیں ایان بھائی، ایسی بات نہیں ہے۔چچا، چچی نے یہ فیصلہ میرے بھلے کیلئے ہی کیا ہوگا۔۔''

''اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم جانتی نا ہو یہ رشتے والی بات موحد کے کہنے پر شروع ہوئی ہے۔۔۔''

وہ دوبدو بولا تو زینب لمحے بھر کو چپ ہوئی۔اس کی جانچتی نظریں ایان کے چہرے پر ٹکی تھیں۔پچھلے کچھ عرصے سے زینب کو یہ احساس تو ہو گیا تھا کہ ایان اسے پسند کرتا ہے۔اس کا اب یہ سب کہنا زینب کو بہت کچھ سمجھنے پر مجبور کر رہا تھا۔

''آپ یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ میں رشتے سے انکار کر دوں۔۔؟''

زینب نے تیکھے لہجے میں پوچھا۔ایان مسکرایا۔اس کی بات پر نہیں اس کے لہجے پر۔ایسے لوگوں میں رہ کر وہ بھی لہجوں کا کھیل سمجھ چکی تھی۔وہ اس وقت ہلکے آسمانی رنگ کے سوٹ میں ملبوس تھی۔

''نہیں میں نے یہ تو نہیں کہا۔میں صرف تمھاری رضامندی پوچھنا چاہ رہا تھا۔''

''کیا آپ کو کسی نے نہیں بتایا کہ لڑکیوں سے رشتے کے معاملے میں رضامندی نہیں پوچھی جاتی۔۔۔''

ناچاہتے ہوئے بھی اس کا لہجہ تلخ ہو گیا۔ایان نے افسوس سے اسے دیکھا۔کمرے کا ماحول گرم ہوتا جا رہا تھا۔کھڑکی کھلی تھی اور وہاں سے دھوپ کی کرنیں چھن کر اندر آ رہی تھیں

لیکن پھر بھی کمرے کی فضا میں تناؤ کی سی کیفیت تھی۔

"غلط سوچ ہے تمھاری، ہمارے گھروں میں لڑکیوں کو لڑکیاں ہی سمجھا جاتا ہے باندی نہیں۔۔۔"

"آہاں۔۔۔۔۔"

وہ استہزائیہ ہنسی۔

"لگتا ہے آپ کی کبھی اپنے کزن سے اس معاملے پر گفتگو نہیں ہوئی۔ ورنہ آپ کے خیالات مختلف ہوتے۔۔۔"

وہ کچھ زیادہ ہی تلخ ہو گئی۔ شاید موحد کو نہ جواب دینے کا نتیجہ تھا۔

"زینب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اب کے وہ فکر مندی سے آگے ہوا۔

"کچھ ہوا ہے۔ کیا موحد نے تمھیں کچھ کہا ہے۔۔۔"

"آپ کو اتنی فکر کیوں ہو رہی ہے۔ جب باقی سب کو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ نئے فنکشن کی خوشی میں سب خوش ہیں تو آپ بھی خوش ہو جائیں نہ۔۔۔"

اب وہ چبھتے ہوئے لہجے میں کہہ رہی تھی۔ شاید اسے ایان کا ایسے بات کرنے آنا اچھا نہیں لگا تھا یا شاید اپنا فیصلہ کر لینے کے بعد وہ ایان کی ایسی پیشکش کی توقع نہیں کر رہی تھی۔

"میں دوست ہونے کی حیثیت سے تمھاری رائے لینے آیا تھا۔۔۔"

وہ اب دوبارہ پیچھے ہو کر بیٹھتے ہوئے ٹھنڈے لہجے میں بولا۔ وہ زینب کے کردار کے اس رُخ سے واقف نہیں تھا۔ جہاں وہ اتنی تلخ تھی۔ اسے لئے خود کو ٹھنڈا رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میری کوئی رائے نہیں ہے۔ جو ہو رہا ہے ہونے دیں۔۔۔"

"او کے فائن۔۔۔۔۔"

وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ بھی ساتھ ہی اٹھی۔ وہ زینب کو وقت دینا چاہتا تھا۔ ہو سکتا ہے مہمانوں سے ملنے کے بعد اس کی رائے بدل جائے۔ فلحال یہی سوچ کر اس نے زینب کو اس کے حال پر چھوڑ دیا تھا۔

"اگر کسی مدد کی ضرورت ہو تو مجھے کہہ دینا۔ دوست سمجھ کر کچھ شئیر کرنا ہو تو بھی میں حاضر ہوں۔"

اس نے مسکرا کر کہا۔

"لیکن میں نے آپ کو ہمیشہ بھائی کی نظر سے دیکھا ہے۔۔"

زینب نے جتایا تھا۔ لیکن ایان کی مسکراہٹ ویسی ہی برقرار رہی۔

"بھائی بھی دوست ہی ہوتے ہیں۔ ضرورت پڑنے پر بہت کچھ سیکھا دیتے ہیں۔۔۔"

زینب قدرے ڈھیلی پڑی۔ سامنے والے کی باتیں اس کی توقع کے واقعی برعکس تھی۔

اسے لگا تھا وہ اسے رشتے سے انکار کرنے پر راضی کر کے ہی اٹھے گا۔ وہ جانے لگا پھر کچھ یاد

www.novelsclubb.com

آنے پر رُکا۔

"اورہاں، اگر کبھی پیسوں کی ضرورت ہو تو بلا جھجھک کہنا۔ تم بھی کیا سوچتی ہو گی میں نے کالج جانا کیا چھوڑا۔ انہوں نے پیسے دینے ہی بند کر دیئے۔۔۔۔۔"

اور اس بات پر اس سارے میں زینب پہلی دفعہ مسکرائی تھی۔ بالآخر ایان نے گہری سانس خارج کی۔ بس وہ یہی چاہتا تھا۔۔۔۔۔ اس ایک مسکراہٹ کیلئے وہ پتہ نہیں کیا کیا کرتا رہا تھا۔

"مجھے اب ضرورت نہیں پڑتی۔ فیس اور جیب خرچ چچا جان دے دیتے ہیں۔ آپ کے دیئے کچھ پیسے اور میری سیونگز یونہی پڑی ہیں۔ ضرورت پڑنے پر وہی خرچ کر لیتی ہوں۔۔۔"

"ارے واہ۔۔۔۔۔۔"

وہ واقعتاً حیران ہوا۔

www.novelsclubb.com

"اتنی بچت۔۔۔۔۔؟"

زینب نے مسکراہٹ دبا کر شانے اچکائے۔

"بس ہو جاتی ہے۔۔۔۔"

"اچھی بات ہے۔۔۔ چلو تم فریش ہو جاؤ اور سوچ سمجھ کر اپنے لئے کوئی فیصلہ لینا۔۔۔۔۔"

زینب ٹھٹھکی۔یہی بات اسے کل ارسم نے بھی کہی تھی۔کتنی مشابہت تھی ان کے اس جملے میں۔

"میں اب چلتا ہوں۔کافی وقت لے لیا میں نے تمھارا۔۔۔"

کہتے ہوئے وہ جانے کو مڑا۔

"نو پرابلم۔۔۔۔۔"

کہہ کر زینب بھی آگے بڑھی تاکہ دروازہ بند کر سکے۔جب وہ دوبارہ مڑا۔زینب نے سوالیہ نگاہیں اٹھائیں۔

"ایک بات پوچھ سکتا ہوں۔۔۔۔"

اس نے اجازت چاہی۔۔۔۔

"جی۔۔۔۔۔۔"

اجازت ملنے پر وہ ہچکچایا۔زینب منتظر نظروں سے اسے دیکھے گئی۔پھر وہ آہستہ آواز میں بولا۔

www.novelsclubb.com

"تائی جان کی وفات والے دن ہوسپیٹل میں تمھارے ساتھ کون آیا تھا۔۔۔۔۔"

زینب الجھی۔کیا وہ نہیں جانتا تھا یا جان بوجھ کر انجان بن رہا تھا۔

"میں نے چچا جان کو اُس دن ہوسپیٹل میں ہی بتا دیا تھا کہ وہ میرا یونی فیلو ہے۔جلدی میں امی کی طبیعت خرابی کی اطلاع ملی تو وہ میرے ساتھ ہی آ گیا۔۔۔۔۔۔"

"اوکے اوکے فائن۔۔۔۔"

ایان نے اس کی لمبی تفصیل میں جانے سے پہلے ہی دونوں ہاتھ اٹھا کر بات ختم کر دی۔ پھر بس وہ زینب پر ایک آخری نگاہ ڈال کر کمرے سے نکل گیا۔ پیچھے زینب نے جلدی سے آگے بڑھ کر دروازہ بند کیا۔

اسے خود کو شام کیلیئے بہت محنت سے 'تیار' کرنا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

بالآخر وہ شام بھی آ پہنچی جس کا سب کو بے صبری سے انتظار تھا۔ مہمانوں کی آمد بھی ہو گئی

اور توقع کے مطابق وقاص صاحب نے انہیں باہر لان میں بیٹھانے کا کہا۔ باہر لان میں ہی چائے کا انتظام کیا گیا۔ خوشگوار ماحول میں چائے کے ساتھ ساتھ بات چیت کی گئی اور پھر تقریباً دو گھنٹے کے بعد وہ لوگ جانے کیلیئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وقاص صاحب نے انہیں کھانے کیئے اصرار کیا لیکن وہ لوگ دوبارہ آنے کا کہہ کر چلے گئے۔ مہمانوں کو رخصت کرنے کے بعد وقاص صاحب کام کا کہہ کر سٹڈی میں چلے گئے۔ البتہ کہہ گئے کہ کوئی انہیں پریشان نا کرے۔

(مطلب کوئی سٹڈی میں نہ آئے)

کھانے کا وقت قریب آگیا اور وہ سٹڈی سے نا نکلے تو موحد نے کچن کے دروازے میں کھڑے ہو کر مہوش بیگم سے پوچھا۔

"امی، ابو نے آپ سے رشتے کے متعلق کوئی بات کی ہے۔۔۔۔؟"

وہ جو چولہے کی طرف رُخ کیئے کام میں مصروف تھیں چونک کر پلٹیں۔ پھر اس کی بات پر کندھے اچکاتے ہوئے بولیں۔

"نہیں بیٹا، مجھے نہیں پتہ۔ انہیں کچھ وقت دو۔ وہ کچھ سوچ کر جواب دیں گے۔"

موحد سر ہلاتے ہوئے پلٹا تو پیچھے تمام کزنوں نے بڑی امید سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"وہ بھی کچھ نہیں جانتی۔۔۔۔۔"

اور ان سب کے چہرے لٹک گئے۔ گھر میں کافی عرصے کے بعد اتنی بڑی خوشخبری آنی

تھی اس لئے سب پُر جوش تھے۔ بڑی امی کی وفات کے بعد سب کی طبیعت زرا اُداس تھی اس لئے وہ سب بے تاب تھے کہ کیا فیصلہ ہونا ہے۔

کھانے کے وقت وانیہ انہیں سٹڈی میں بلانے گئی تو وہ باہر آئے اور ڈائینگ ٹیبل کی سربراہی نشت پر بیٹھ گئے۔ سب کی نظریں ان کی طرف اٹھیں کہ وہ کوئی بات کریں گے لیکن انہوں نے سنجیدگی سے سالن کا ڈونگا اپنی طرف کھنچا اور کھانا کھانے لگے۔ خاموشی سے کھانا کھایا گیا۔ ان کا سنجیدہ چہرہ دیکھ کر کسی کی ہمت نہیں ہوئی کہ ان سے کچھ پوچھ سکے۔ یہاں تک کہ موحد نے بھی ان سے کوئی سوال نہیں کیا۔

کھانے سے فارغ ہو کر وہ اپنی کرسی دھکیلتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور میز کے دائیں طرف چوتھی کرسی پر بیٹھی زینب کو متوجہ کرتے ہوئے اسی سنجیدگی سے بولے۔

"زینب، وانیہ آج یہ کام سمیٹ لے گی۔ تم سٹڈی میں آؤ۔ مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔۔۔"

زینب چونکی۔ میز پر بیٹھے سب لوگوں نے اسے دیکھا۔

"جی چچا جان۔ میں آتی ہوں۔۔۔۔"

سب کی نظروں کو نظر انداز کرتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس سے پہلے ہی وہ کہہ کر جا چکے تھے۔

"وانیہ آپی۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"ہاں، جاؤ میں اسے دیکھتی ہوں۔۔۔"

اس کی نظروں کو سمجھتے ہوئے وانیہ نے اس کا بازو تھپک کر تسلی دی۔ زینب آگے بڑھی۔ پھر ایسے ہی بلا ارادہ اس نے چہرہ موڑ کر موحد کو دیکھا۔ موحد اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ دونوں کی نظریں ملیں۔ موحد کی آنکھوں میں تنبیہ تھی اور دوسرے ہی لمحے زینب نے رُخ موڑ لیا پھر سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔

سٹڈی کے باہر پہنچی تو دروازہ بند تھا۔ اس نے کپڑوں سے نادیدہ شکنیں درست کیں۔ ڈوپٹہ سر پر ٹھیک کیا۔ منہ پر ہاتھ پھیر کر گہری سانس لی۔ پھر دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس وقت اس کا چہرہ بے تاثر تھا۔

"آجاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔"

اجازت ملنے پر اس نے ناب گھما کر دروازہ کھولا۔ اندر کا منظر واضح

دروازے کی دستک نے دونوں کے تسلسل کو توڑا۔ دونوں چونک کر حال میں واپس آئیں تو دیکھا وہ دونوں بیڈ پر بیٹھی تھیں۔ ارد گرد کا منظر بدل گیا۔ سماعتوں میں ابھی تک دروازے پر دستک کی آواز گونج رہی تھی۔ دادی نے بدمزہ ہو کر زخرف کو دیکھا۔ زخرف نے کتاب بند کرتے ہوئے مسکراہٹ دبائی اور بیڈ سے اتری۔

www.novelsclubb.com

"آجاؤ۔۔۔۔۔۔"

دادی نے سر جھٹک کر ماحول میں واپس لوٹنے کی کوشش کرتے ہوئے آنے والے کو اجازت دی۔ پھر کمر پیچھے بیڈ کراؤن سے ٹکالی۔ دروازہ کھلا اور زور اور اندر آتا دیکھائی دیا۔ زخرف خاموشی سے صوفے کی طرف بڑھ گئی۔

"ممانی نے کہا تھا کہ آپ ایک بجے فارغ ہو جاتی ہیں۔ میں آدھے گھنٹے سے انتظار کر رہا ہوں۔ اب دروازہ کھلے گا، اب دروزہ کھلے گا۔۔۔۔ لیکن انتظار انتظار ہی رہ گیا۔ پھر بالآخر میں نے دروازے پر دستک دی۔۔۔۔۔"

معصوم سا شکوہ کرتے ہوئے وہ نانی کے گھٹنوں کے قریب بیٹھ گیا۔ بلیو جینز پر سفید شرٹ پہنے، جوگرز کے تسمے کَسے وہ جانے کیلئے تیار لگ رہا تھا۔ بشریٰ اماں کے تاثرات بدلے۔

"تو بیٹا، پہلے دستک دے دیتے۔۔۔۔"

پیار سے اسے اپنے قریب کرتے ہوئے وہ بولیں۔

"ویسے یہ کونسی میٹنگ ہے جو اتنی دیر تک جاری رہتی ہے۔۔۔۔"

مشکوک لہجے میں کہتے ہوئے اس نے گردن موڑی پھر زخرف کو جانچتی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"کہیں آپ میری نانی پر جادو تو نہیں کر رہیں۔۔۔۔"

اس کی بات سن کر نانی نے خفگی سے اس کے سر پر ہلکی سی چپت رسید کی۔ جبکہ زخرف

www.novelsclubb.com

خاموشی سے رُخ موڑے چیزیں سمیٹتی رہی۔

"شرم کرو، میری بچی ایسی نہیں ہے اور یہ اتنی معصوم بچی تمھیں ایسی لگتی ہے۔۔۔؟"

"اوہ معصوم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

وہ بڑبڑایا۔دوبارہ چہرہ موڑ کر زخرف کو دیکھا۔اب وہ بھی چہرہ موڑ کر اسے دیکھ رہی تھی۔ دونوں کی نظریں ملیں۔۔بے اختیار اُمڈ کر آتی مسکراہٹ کو وہ روک نہیں پائی تھی۔وہ بھی افسردہ سا مسکرایا۔بشریٰ اماں نے یہ نگاہوں کا تبادلہ دیکھا پھر وہ ہلکے سے کھنکھاری۔

"اہم اہم۔۔۔۔"

وہ دونوں چونکے۔زوراور خفیف سا ہوتے ہوئے سر جھکا گیا۔زخرف نے جلدی سے چہرہ موڑا۔زوراور بھی چہرہ موڑتے ہوئے سنجیدہ ہوا۔

"ٹھیک ہے نانی جان، اب میں چلتا ہوں۔بھائی کو اگلے ہفتے دو سیمینار ارینج کرنے ہیں تو وہ تیاری میں مصروف ہیں۔پھر ابو کے ساتھ پنچائیت کے معاملات مجھے دیکھنے ہوں گے۔ میں پھر کبھی چکر لگاؤں گا۔"

www.novelsclubb.com

"دیکھ لو پھر۔کل وہ چلا گیا اور آج تم جا رہے ہو۔نانی سے اتنا ہی لگاؤ ہے تم دونوں کو۔۔۔۔۔"

وہ خفا ہوتے ہوئے بولیں۔

"اچھا ایک درمیانی راستہ نکالتے ہیں۔۔۔"

ان کا خفا چہرہ دیکھ کر وہ کچھ سوچنے لگا۔

"امی لوگوں کو جس دن آنا ہوگا۔اُس دن ڈرائیور کی جگہ ہم دونوں خود آجائے گے۔ٹھیک ہے۔۔۔؟"

اور بشریٰ اماں کا چہرہ یہ سنتے ہی کھلکھلا اٹھا۔

"ٹھیک ہے بیٹا۔اب جاؤ پھر پہنچتے پہنچتے دیر ہو جائے گی۔۔۔۔۔"

اس کے سر پر پیار دیتے ہوئے وہ بولیں۔

"خدا حافظ نانی جان۔۔"

"خدا حافظ۔خیال سے جانا۔۔۔"

انہوں کے گلے لگتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔پھر ایک نظر زخرف کی پشت پر ڈالتے ہوئے کمرے سے نکل گیا۔

"زخرف۔۔۔۔"

وہ جو رُخ موڑے کھڑی موبائل پر کچھ دیکھ رہی تھی بشریٰ اماں کی آواز پر پلٹی۔

"جی دادی جان۔۔۔۔"

"کل ہوسپیٹل سے آف لے لو۔۔۔"

وہ چونکی۔پھر فکر مندی سے بولتی وہ قدم قدم اٹھاتی بیڈ کے پاس آئی اور وہی بیٹھ گئی جہاں کچھ دیر پہلے زور اور بیٹھا تھا۔

"خیریت ہے دادی جان۔ طبیعت ٹھیک ہے آپ کی۔۔۔۔۔۔"

"اوہ بیٹا، میں بالکل ٹھیک ہوں۔ دراصل میں سوچ رہی تھی تم کل کھانا یہیں سے کھالو پھر کچھ دیر بچوں کے ساتھ بھی بیٹھ جانا۔۔۔۔"

"دادی جان، آپ جانتی ہیں مجھے گیدر نگز سے کوفت ہوتی ہے۔۔۔۔۔"

زخرف نے نظریں جھکا کر ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے سادہ لہجے میں کہا۔

"کب تک یوں لوگوں کے ہجوم سے ڈرتی رہو گی۔ ایک نہ ایک دن تو یہ ڈر ختم کرنا ہو گا۔۔۔۔"

انہوں نے اپنا دوسرا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا۔ زخرف کو ان کے ہاتھوں کی گرمائش کا احساس ہوا۔

"ویسے بیٹا تم نے کبھی بتایا نہیں۔ تم اکیلی کیوں رہتی ہو۔ والدین کا تو بتایا تھا کہ وہ اس دنیا میں نہیں رہے۔ باقی سب کہاں ہیں۔ بہن بھائی، کوئی رشتے دار۔۔۔۔۔"

انہوں نے نرم لہجے میں بات کا رخ بدلا۔ جواباً وہ نظریں جھکائے خاموش رہی۔ کھلی کھڑکی سے ٹھنڈی ہوا اندر آرہی تھی۔ ہوا کے باعث زخرف کا ڈوپٹہ سر سے پھسل پر کندھوں پر آٹھہرا۔ دادی کے ساتھ ساتھ کمرے کی تمام اشیاء زخرف کے بولنے کا انتظار کر رہی تھیں لیکن چند لمحے بعد آہستگی سے اپنے دونوں ہاتھ ان کے ہاتھوں میں سے نکالتے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور جانے کیلئے مڑی ہی تھی جب بشریٰ اماں کی آواز کانوں سے ٹکرائی۔

”تم نے ماضی پر چند فقرے بولے تھے۔آج میں تمھیں حال پر چند الفاظ کہوں گی۔بیٹا، حال ایک ایسی حقیقت ہے جسے ہم چاہ کر بھی نہیں جھٹلا سکتے۔یہ پل ہر کسی کو میسر نہیں ہوتے۔ماضی کی تلخیوں میں حال کو گنوا دینا درست نہیں۔تم چاہ کر بھی ان پلوں کو دوبارہ حاصل نہیں کر سکو گی۔اس لئے میرا خیال ہے ان پلوں کو جی لو۔۔۔“

زخرف کے قدم جہاں تھے وہیں رہ گئے۔اس کے چہرے پر بے یقینی پھیلی۔وہ بس ششد سی کھڑی تھی۔اس کی آنکھوں کے سامنے ایک کارڈ کے درمیان لکھے چند الفاظ لہرائے۔

”قدرت یہ زندگی صرف ایک ہی بار دیا کرتی ہے۔اسے کھل کر

جیو زندگی میں موقعے بار بار نہیں ملتے۔جو لمحے ملے ہیں

ان کی قدر کرو۔۔۔“

کتنی مشابہت تھی دادی اور اُس خط کے الفاظوں میں۔بامشکل قدم گھسیٹتی وہ صوفے تک پہنچی۔بشریٰ اماں نے اسے کچھ نہیں کہا۔اس نے اپنی چیزیں سمیٹیں اور بنا دادی کو دیکھے انہیں خدا حافظ کہہ کر باہر کی طرف بڑھ گئی۔ذہن میں بس بشریٰ اماں کے الفاظ گونج رہے تھے جبکہ آنکھوں کے سامنے اس خط کی چند سطور تھیں۔

ادھر ادھر دیکھتا وہ کیفے ایریا میں داخل ہوا۔ لنچ ٹائم ہونے کی وجہ سے وہاں کافی رش اور گہما گہمی تھی۔ وہ ملتان کا ایک مشہور کیفے ایریا تھا۔ تھوڑا چلنے کے بعد دائیں طرف وہ اسے کونے والی میز پر بیٹھا نظر آیا۔ اپنے کوٹ کا بٹن کھولتا وہ اس کی طرف بڑھا۔ اس نے بھی اسے دیکھ لیا تھا اس لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

پاس پہنچتے ہی دونوں نے گرم جوشی سے ایک دوسرے کے ساتھ مصافحہ کیا اور ایک دوسرے سے گلے ملے۔

"یار، میں تمھیں رات سے کالز کر رہا ہوں۔ بندہ ایک دفعہ فون اٹھا کر بتا ہی دے کہ بزی ہوں۔"

سامنے والا بیٹھتے ہوئے زرا پریشانی سے بولا۔ وہ بھی کوٹ پیچھے کو کرتا اس کے سامنے بیٹھا۔ پھر دونوں بازو میز پر ٹکائے۔ ارد گرد لوگ بیٹھے گوش گپیوں میں مصروف تھے۔

www.novelsclubb.com

وہاں کافی شور اور ہنگامہ تھا۔

"وہ دراصل، آج کل ایک نئے پروجیکٹ پر کام کر رہا ہوں۔اسی لئے موبائل سائیلنٹ کر کے سائیڈ پر رکھ دیتا ہوں۔ خیر تم سناؤ کیا ہو رہا ہے آج کل۔۔۔"

"کچھ نہیں فارغ ہوں۔ کمپنی سے تھوڑے دن کی چھٹی لی ہوئی ہے۔۔۔"

"خیریت تم نے فارغ بیٹھنا کب سے شروع کر دیا۔۔۔۔"

اس نے جیسے اس کا مزاق اُڑایا۔ دونوں کے بات کرنے کے انداز سے لگتا تھا کہ وہ دونوں آپس میں کافی بے تکلف ہیں۔

"جہاں تک میری اطلاعات ہیں پچھلے چار سالوں سے آپ لگاتار کام کر رہے ہیں۔۔۔ وقفے کی کوئی خاص وجہ۔۔"

"بس ایسے ہی کچھ دن مصروفیت سے ہٹ کر گزارنا چاہتا تھا۔اس لئے لیولی ہے۔۔"

"سہی، پُرانے گھر چکر لگا دوبارہ۔۔۔۔"

چہرے کو ہتھیلی پر ٹکاتے ہوئے وہ اب آرام دہ انداز میں بیٹھا تھا جیسے کافی دیر بیٹھنے کا ارادہ ہو۔اسکی بات سن کر سامنے والے کے چہرے پر افسردہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"نہیں، کافی عرصے سے ادھر نہیں گیا۔البتہ تائی کی وجہ سے ہسپتال چکر لگتا رہتا ہے۔۔۔ میں تو ان سے کوئی رابطہ بھی نہ رکھتا۔مجھے آج بھی شرمندگی ہوتی ہے کہ میں زینب کیلئے کچھ نہیں کر سکا۔"

آج بھی اس نے جب یہ بات کہی تو اس کے لہجے میں افسوس تھا۔اس نے آگے بڑھ کر ٹیبل پر رکھے اس کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دی۔

"دیکھو، تم جتنا کر سکتے تھے تم نے کیا۔خود کو قصوروار مت سمجھا کرو۔۔۔"

وہ خاموش ہو گیا۔وہ جانتا تھا سامنے والا اس کی بات کبھی سمجھ نہیں سکے گا۔کافی دیر دونوں کے درمیان خاموشی رہی۔پھر وہ آہستہ آواز میں بولا۔

"کیسی ہے وہ اب۔۔۔۔۔"

"مطلوبہ جواب میں بھی نہیں دے سکتا کیونکہ وہ کبھی کسی کی سمجھ میں نہیں آئی۔۔۔۔۔۔"

وہ ہنس دیا۔اس سوال کا جواب اب کوئی بھی نہیں دے سکتا تھا۔پھر موڈ فریش کرنے کی غرض سے بولا۔

"خیریت، آج ابھی تک کوئی آٹو گراف لینے نہیں آیا۔۔۔۔"

ساتھ ہی اس نے ادھر ادھر بھی دیکھا تھا۔جہاں واقعی کافی رش تھا۔

"شکر کرو، ورنہ شروع شروع میں تو میرا پبلک پلیس پر نکلنا محال ہو گیا تھا۔۔۔۔"

وہ جل بھن کر بولا۔سامنے بیٹھے بندے نے اسے شرم دلانی چاہی۔

"ہمیشہ ناشکرے ہی رہنا۔شکر نہیں کرتے اللہ نے اتنی عزت دی ہے۔۔"

"ہاں، تم کر لو مجھ پر طنز۔۔۔۔"

وہ منہ بناتے ہوئے سر جھٹک کر بولا اور رُخ پھیر گیا۔اب طے تھا کہ وہ پانچ منٹ اس سے نہیں بلائے گا۔اسی وقت ویٹر آیا تو بے فکری سے سامنے والے کے موڈ کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اس نے خود ہی کھانا آرڈر کیا اور تقریباً پانچ منٹ کے بعد ہی وہ دونوں دوبارہ پہلے جیسے ہو گئے تھے اور یہی ان کی دوستی کا کلِ خلاصہ تھا۔جتنا مرضی ناراض ہوں ایک دوسرے سے لیکن پانچ منٹ گزرتے ہی بات چیت خود بہ خود شروع ہو جاتی تھی۔

"ہمیں بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔۔"

"لڑکیوں کو اتنا مضبوط ہونا چاہیے۔۔۔"

"آپ اتنا اچھا کیسے لکھ لیتے ہیں۔۔۔۔"

"آپ کی انسپائریشن کیا ہے۔۔۔"

"یہ ناول لکھنے کا خیال آپ کو کیوں آیا۔۔۔۔"

وہ آج ہوسپیٹل میں بھی بس خالی خالی دماغ لئے گھومتی رہی تھی۔سارے دن کی تھکان

www.novelsclubb.com

کے بعد جب وہ گھر پہنچی تو کچھ بھی کرنے کے بجائے لاؤنج میں آ بیٹھی۔ صبح دادی کی باتوں کو جیسے اس نے زیادہ ہی سنجیدہ لے لیا تھا۔ وہ یونہی موبائل استعمال کرتی رہی۔ موبائل استعمال کرتے ہوئے اسے پتہ ہی نہیں لگا کب رات ہو گئی۔ اب وہ زینب ناول کے رائیٹر کا انسٹا پیج کھولے بیٹھی تھی۔ آج ہی رائیٹر نے اپنے ناول کی چند لائینز شیئر کی تھیں جس پر وہ لوگوں کا ردِ عمل پڑھ رہی تھی۔

لاؤنج میں مکمل اندھیرا تھا۔ صرف موبائل کی روشنی نے اس کے چہرے کو منور کر رکھا تھا۔ وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے، پاؤں لمبے کر کے سامنے میز پر رکھے آرام دہ انداز میں بیٹھی تھی۔ وہ کبھی کبھی ایسے ہی زینب ناول پر لوگوں کی کمینٹ پڑھتی رہتی تھی۔ انگوٹھے سے اسکرین اوپر کرتے ایک کمنٹ کو پڑھ کر وہ یک دم چونکی۔ کسی نے لکھا ہوا تھا۔

"آپ شادی کب کر رہے ہیں۔۔۔۔"

لیکن حسبِ معمول رائیٹر کا کوئی جواب نہیں تھا لیکن اس کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے۔

www.novelsclubb.com

"ایک تو پتہ نہیں لوگ دوسروں کی پرسنل لائف میں کیوں اتنا گھسنے کی کوشش کرتے ہیں۔۔۔"

اس کے چہرے پر ناپسندیدگی پھیلی۔ پتہ نہیں اسے کیا بُرا لگا تھا۔ موبائل کو دیکھتے ہوئے وہ ماتھے پر بل لئے بڑبڑائی۔ پھر سر جھٹک کر مزید پڑھنے لگی۔

"آپ کو ناول کا اینڈ ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔"

پڑھتے پڑھتے ایک کمنٹ پر وہ پھر رُکی۔اینڈ۔۔۔؟ اسے لگا جیسے کسی نے اس کا راز کھول دیا ہے۔سات پردوں میں بھی اس کا زخم دیکھ لیا ہے۔اسے کچھ یاد آیا تھا۔دیکھتے ہی دیکتے آس پاس کا منظر بدلنے لگا۔وقت کچھ دیر پیچھے چلا گیا۔اندھیرے کی جگہ روشنی نے لے لی۔وہ سر جھکائے سفید ٹائلوں پر اپنی ہیل رکھتی چلتی جا رہی تھی۔خاموشی کی وجہ سے اس کی ہیل کی آواز پورے کاریڈور میں گونج رہی تھی۔دفعتاً ایک دروازے کے سامنے وہ رُکی۔ باہر ایک چیئر پر بیٹھی لڑکی کو دیکھا جو اپنے سامنے میز پر رکھے کمپیوٹر کی طرف متوجہ تھی۔

"اندر اطلاع دے دو۔بولو، مسز زخرف آئی ہیں۔۔۔"

لڑکی نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ہاتھ میں ایک کتاب پکڑے، بیگ کندھے پر ڈالے وہ سنجیدہ سی لڑکی اس کے سامنے کھڑی دوٹوک لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"سوری میم، لیکن سر۔۔۔۔۔۔۔"

اس سے پہلے کہ وہ اور کچھ بولتی، وہ مڑی اور دروازہ دھکیلتی اندر کی طرف بڑھی۔پیچھے وہ لڑکی جو غالباً سیکرٹری تھی بوکھلا کر کھڑی ہوئی۔

"میم آپ ایسے ہی۔۔۔۔۔"

وہ حواس باختہ سی اس کے پیچھے اندر آئی۔جہاں وہ پاور چیئر پر بیٹھا سر اٹھا کر دیکھ رہا تھا اور وہ اس کے سامنے کھڑی اسے چھبتی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"سر میں نے انہیں روکا۔۔۔۔۔۔۔"

"ٹھیک ہے تم جاؤ۔۔۔۔دروازہ بند کر جانا۔۔۔۔"

ہاتھ کے اشارہ سے اسے جانے کا کہہ کر وہ اپنے سامنے کھڑی لڑکی کی طرف متوجہ ہوا۔

"کیا ہوا۔ سب خیریت۔۔۔۔۔۔"

ٹھنڈے لہجے میں کہتے ہوئے اس نے اپنے سامنے کھولی فائل بند کی اور پاور چیئر کی پشت سے ٹیک لگا کر اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"یہ کیا ہے۔۔۔۔؟"

اس نے غصے سے کتاب اس کے سامنے میز پر پھینکی۔ کتاب کا سر ورق واضح ہوا۔ 'زینب'

"یہ میرا ناول ہے 'زینب'۔۔۔۔۔"

وہ انہیں تاثرات کے ساتھ پاور چیئر سے اٹھا اور آگے ٹیبل پر جھک کر وہ کتاب اٹھائی۔ پھر دائیں ہاتھ سے اس پر لگی نادیدہ گرد جھاڑی۔ وہ اس وقت بلیو ڈریس، پینٹ پہلے آفس والے حلیے میں تھا۔ اوپر والا کوٹ پاور چیئر کی پشت پر ٹنگا تھا اور نیچے والی سفید شرٹ کے آستین کہنیوں تک موڑ رکھے تھے۔

"اور تمھیں کوئی حق نہیں ہے اسے یوں پھینکنے کا۔۔۔۔۔"

پھر اس نے سامنے دیکھا۔ جہاں وہ لڑکی آنکھوں میں آنسو لئے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ فوراً پریشان ہوتے ہوئے اس کے قریب آیا۔

"کیاہوا یار۔۔۔۔۔"

"دور ہٹو۔۔۔۔۔۔"

وہ بدک کر پیچھے ہٹی۔

"تمھیں کسی نے یہ حق بھی نہیں دیا تھا کہ تم اپنے ناول کا اختتام یوں کرو۔۔۔"

وہ پیچھے کو ہوتی ہوئی بولی۔ سرمئی رنگ سے سجی اس آفس کی درودیوار خاموشی سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔اس آفس کا سرمئی رنگ لڑکی کی آنکھوں کے رنگ سے بہت مل رہا تھا۔

"میرا قلم،میرے الفاظ۔میں جو مرضی لکھوں۔۔۔"

سامنے کھڑی لڑکی کے آنسو ایک طرف لیکن اپنی لکھائی کے بارے میں وہ کسی کی بھی ہدایات لینے کا پابند نہیں تھا۔اس لئے وہ نہایت صاف گوئی سے بولا تھا۔ لیکن وہ لڑکی اس کی نہیں سن رہی تھی۔ ہتھیلی کی پشت سے آنکھوں میں آئے آنسو صاف کرتی وہ پیچھے کو جا رہی تھی۔

"مجھے اجازت ہی نہیں دینی چاہیے تھی تمھیں۔۔۔۔تم نے بہت بُرا کیا۔میں تمھیں کبھی معاف نہیں کروں گی اس کیلئے۔۔۔۔"

اس کے ہاتھ میں پکڑی کتاب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا۔

"کیا یار۔۔۔۔"

وہ جھلا یا تھا۔

"سب کچھ وہی ہے صرف اینڈ بدلا ہے۔۔۔۔۔۔۔"

"بسسس"

اس نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش کروایا اور دو قدم مزید پیچھے ہٹی۔

"اپنے لیم ایکسکیوزز اپنے پاس رکھو۔۔۔۔"

اور غصے سے مڑتی وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔ پیچھے وہ آفس کے بیچ و بیچ اکیلا کھڑا رہ گیا۔

ہارن کی آواز نے اسے حال میں پہنچایا۔ وہ سرمئی امتزاج کی دیواریں اور سفید ٹائلوں والا منظر تحلیل ہوا۔ وہ چونکی۔ شاید ساتھ والوں کے گھر کوئی آیا تھا۔ جس کی گاڑی کے ہارن کی آواز اتنی اونچی تھی۔ پھر اس نے موبائل کو دیکھا۔

ابھی بہت سے کمنٹس باقی تھے۔ لیکن اس کا دل یک دم اچاٹ ہو گیا۔ اس نے بے دلی سے موبائل بند کیا اور وہیں صوفے پر سر رکھ کر مزید نیم دراز ہوتے ہوئے آنکھیں موند لیں اور کچھ دیر کے بعد وہ ایسے ہی نیم دراز لیٹی نیند کی وادیوں میں اُتر گئی۔

دوسری طرف زخرف کے جانے کے بعد بشریٰ اماں یونہی بیٹھی رہیں۔وہ مسلسل زخرف کے بارے میں سوچ رہی تھیں۔کیا ہوگی اس لڑکی کی کہانی۔۔۔؟کیوں رہتی تھی وہ سب سے الگ۔۔۔؟کیا کوئی ماضی کی داستان تھی۔۔۔؟کیا کوئی ایسی کہانی تھی جس سے وہ ابھی تک متعارف نہیں ہوئیں تھیں۔۔۔؟وہ یہی سوچ رہی تھیں جب انہوں کی نظر کھڑکی پر پڑی۔انہوں نے کھڑکی سے باہر نظر آتے منظر میں اسے دیکھا۔

کار ریورس کرتی وہ گیٹ سے باہر نکال رہی تھی۔وہ زیادہ نہیں دیکھ پائیں۔وہ منظر سے اوجھل ہوگئی۔ناجانے کتنے پَل گزرے۔لان سے اس کمرے کے نظر آتے منظر میں بشریٰ اماں بیڈ سے اٹھتیں دیکھائی دیں۔چند لمحے بعد وہ دوبارہ آکر بیٹھ گئیں۔شام کے سائے گہرے ہوئے اور پھر غروبِ افتاب کا وقت ہوا۔اسی منظر میں مالی پودوں کو پانی دیتا دیکھائی دیا۔

ناجانے پھر کتنے پَل گزرے اور منظر پر کالا پردہ پڑ گیا۔اندھیری رات کب گزری اندازہ ہی

نہ ہوا۔ مرغے کی بانگ اور پرندوں کی چہچہاہٹ نے صبح ہونے کا پیغام دیا۔ جامنی صبح سورج کی تیز سنہری کرنوں سے ڈھکی تو سارے میں روشنی پھیل گئی۔

ایسے میں اس شہر کے تمام لوگ اپنے اپنے کاموں کو روانہ ہوئے اور ایک وقت ایسا آیا جب اس محل نما گھر کا آہنی گیٹ کھلتا دکھائی دیا۔ کل جو کار یہاں سے نکلی تھی آج دوبارہ وہی اندر داخل ہو رہی تھی۔

کچھ گھنٹوں بعد اسی کھڑکی سے اندر جھانکو تو وہ بیڈ پر بیٹھی نظر آئی۔ اس کے ہاتھ میں 'زینب' کتاب پکڑی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ کتاب کھولتی بشریٰ اماں نے پوچھا۔

"زخرف، کیا یہ آج مکمل ہو جائے گی۔۔۔؟"

"دادی جان، ابھی کافی باقی ہے۔ اگر زیادہ دیر پڑھیں تو شاید ختم ہو جائے۔۔۔"

"ٹھیک ہے، تم پڑھنا شروع کرو۔۔۔۔۔۔"

کتاب کھولنے سے پہلے اس نے سرورق پر ہاتھ پھیرا۔ سنہری حروف میں لکھا وہ عنوان اسے سب سے زیادہ خوبصورت لگتا تھا۔ زخرف نے کتاب کھولی اور مطلوبہ صفحہ نمبر نکالا۔ پھر وہ دونوں بس ارد گرد سے بے نیاز اس کتاب میں غرق ہوتی چلی گئیں۔ جہاں کل والی سطر سے سلسلۂ کہانی شروع ہوا۔

اندر سٹڈی میں مدھم روشنی تھی۔ایک چھوٹی لائٹ اوران کے میز پر رکھے لیمپ کی جلتی لائٹ بھی روشنی کو بڑھانے کیلئے ناکافی تھی۔زینب نے اندر قدم رکھا تو اسے ایسا لگا وہ کسی قدیم زمانے کے کسی کمرے میں قدم رکھ رہی ہے۔

سربراہی کرسی پر براجمان وہ سر جھکائے کسی فائل پر دستخط کر رہے تھے۔آہٹ پر نظر اٹھا کر اسے دیکھا پھر سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے۔

"بیٹھو۔۔۔۔۔۔"

زینب سنجیدہ چہرہ لئے ان کے سامنے آبیٹھی۔دستخط کر کے انہوں نے فائل سائیڈ پر رکھی پھر ہاتھوں کی انگلیاں باہم پھنسا کر ٹیبل پر تھوڑا آگے کو جھکے۔ان کے چہرے پر معمول کے مطابق ٹھہراؤ تھا۔وہ سنجیدہ لہجے میں بولے۔

"کیا تم جانتی ہو جو شام میں مہمان آئے تھے وہ تمھارے رشتے کیلئے آئے تھے۔۔۔؟"

"جی جانتی ہوں۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"کس نے بتایا تھا۔۔۔۔"

بلاارادہ ہی انہوں نے پوچھا۔اس سوال پر زینب نے تھوک نگلا لیکن پھر اسی اٹھی گردن اور جھکی نظروں سے بولی۔

"موحد بھائی نے۔۔۔۔۔"

اگلی بات کرتے ہوئے وہ یک دم رُکے۔جواب ان کیلئے غیر متوقع تھا۔وہ واضح چونکے تھے۔انہوں نے کچھ کہنے کو لب کھولے ہوئے تھے،بند کر لئے۔وہ سمجھے تھے مہوش نے بتایا ہو گا لیکن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟زینب نے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا۔مدھم روشنی میں بھی وہ ان کے حیران تاثرات دیکھ سکتی تھی۔پھر وہ سنبھلتے ہوئے بولے۔

"دیکھو زینب بیٹا، مجھے اپنے ابو کی طرح سمجھو اور مجھے بھی تم اپنی بیٹیوں کی طرح ہی عزیز ہو۔یہ رشتوں کے معاملے ہیں نہ یہ بہت نازک ہوتے ہیں۔میں تمھاری مرضی کے بغیر تمھاری زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ نہیں کرنا چاہتا۔اس لئے میں تم سے رائے لینا چاہتا ہوں۔آج جو لوگ آئے تھے وہ تمھارے رشتے کیلئے آئے تھے اور مجھے وہ لوگ اچھے لگے ہیں۔۔۔۔۔۔"

بات کرتے ہوئے وہ رُکے۔سائیڈ ٹیبل پر رکھا اپنا موبائل اٹھایا۔زینب لب بھینچے انہیں دیکھتی رہی۔انہوں نے سکرین پر چند کلکس کئے۔پھر موبائل ٹیبل پر رکھتے ہوئے اس کی طرف بڑھایا۔زینب نے موبائل کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا۔

"یہ لڑکا ہے۔تم نے موحد کے نکاح والے دن دیکھا ہو گا شاید۔دیکھ لو، سمجھ لو، اگر تمھیں مناسب لگے تو مجھے بتاؤ۔سب تمھاری مرضی سے ہو گا۔۔۔۔"

زینب نے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا جو منتظر نظروں سے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔ایک لمحے کیلئے اسے واقعی ان میں اپنے ابو دیکھائی دیئے۔وہ جڑواں تو نہیں تھے لیکن اس کے ابو

www.novelsclubb.com

کا چہرہ ان سے بہت ملتا تھا۔اس کا دل چاہا کہہ دے کہ مجھے نہیں پسند یہ لڑکا مجھے کوئی اور پسند ہے۔وہ اپنے فیصلے سے دستبردار ہونے کا سوچ رہی تھی۔ تبھی وہ آگے بڑھے اور میز پر رکھے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے مزید بولے۔

"تمھارا فیصلہ ہو بھی ہو مجھے منظور ہے۔لیکن بیٹا ایک دفعہ سوچ لو۔لڑکا خاندانی ہے،ویل سیٹلڈ ہے۔شادی کے بعد پڑھائی بھی جاری رکھنے پر راضی ہے۔۔۔"

اب کے زینب نے ناسمجھی سے انہیں دیکھا۔وہ اس کی مرضی پوچھ رہے تھے یا اس سے درخواست کر رہے تھے،وہ سمجھ نہیں پائی لیکن وہ اپنے کئے فیصلے پر ڈٹی رہنا چاہتی تھی تا کہ معاملہ ختم کر سکے۔چند لمحے بعد اس نے اپنا دوسرا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھا اور بہت سے آنسو اپنے اندر اتار کر چہرے پر دھیمی سے مسکراہٹ سجاتے ہوئے بہت ہمت کر کے بولی۔

"جی چچا جان،مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔جیسا آپ چاہیں۔۔۔"

اور زینب ہی جانتی تھی اس نے کل سے یہ فقرہ کہنے کیلئے اپنے آپ کو کتنی مشکلوں سے راضی کیا تھا۔ان کا چہرہ یک دم پُر سکون ہو گیا۔زینب نے بنا دیکھے ہاتھ سے موبائل دوبارہ اُن کی طرف بڑھا دیا۔انہوں نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"ہمیشہ خوش رہو۔۔۔"

اگلے چند لمحے وہ اس سے اس کی پڑھائی کے متعلق پوچھتے رہے۔ابھی کچھ لمحے ہی اور

www.novelsclubb.com

گزرے تھے جب سٹڈی کا دروازہ ناک ہوا۔زینب چونکی۔اس وقت کون آیا تھا۔۔؟اس سے کچھ پوچھتے ہوئے وہ رُکے اور آنے والے کو اجازت دی۔چند لمحے بعد دروازہ ہلکی سی چرچراہٹ کے ساتھ کھلا۔

"آجاؤں۔۔۔۔۔۔۔"

چند لمحے بعد آنے والے کا چہرہ واضح ہوا۔

"منان تم۔۔۔۔۔۔"

انہوں نے منان کو اچنبھے سے دیکھتے ہوئے کہا۔وہ معصومیت چہرے پر سجائے آکر صوفے پر بیٹھ گیا۔زینب نے بھی چہرہ موڑا۔اندر ہی اندر کچھ کچھ کھٹکا تھا۔

"جی تایا جان میں۔۔۔۔۔"

اس نے اپنا چہرہ پاور چیئر کی طرف موڑا۔

"وہ پوچھنا یہ تھا کہ طلحہٰ کو کل کتنے بجے کا وقت دوں۔۔۔۔"

اور اس سب میں زینب کو پہلی بار کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔اب جب وقاص صاحب نے چہرہ زینب کی طرف موڑا تو ان کے چہرے پر ہچکچاہٹ تھی پھر وہ جھجھکتے ہوئے بولے

۔

"بیٹا، طلحہٰ تم سے ایک دفعہ ملنا چاہتا ہے تاکہ اگر تمھیں کوئی خدشہ ہو تو دور ہو جائے۔ ویسے کوئی زبردستی نہیں ہے۔اگر تم نہیں ملنا چاہتی تو کوئی بات نہیں۔"

www.novelsclubb.com

زینب کے چہرے پر حیرت ابھری۔ایسے حالات اس نے نہیں سوچے تھے۔اس نے چہرہ موڑ کر منان کو دیکھا جو بڑے غور سے اسے دیکھ رہا تھا جیسے اس کے جواب کا منتظر ہو۔

زینب نے ایک لمحے کیلئے سر جھکا کر آنکھیں بند کیں اور اس ایک لمحے میں اس نے ٹھنڈے دماغ سے سارے معاملے کو دیکھا۔تصویر کا دوسرا رُخ نظر آیا تو اس نے کسی تنیجے پر پہنچتے ہوئے سر اٹھایا۔وہ دونوں زینب کو منتظر نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"جی چچا جان، میں کل یونی ٹائم کے بعد فری ہوں۔۔۔۔۔۔"

پھر چہرہ منان کی طرف موڑا۔

"آپ انہیں ایک بجے کا وقت دے دیں۔۔"

منان چند لمحے کچھ بول نہیں سکا۔وہ بے یقین سا تھا۔اسے امید نہیں تھی زینب اتنی جلدی مان جائے گی۔پھر سنبھلتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔چلتا ہوں چچا جان۔۔۔"

سر کو خم دیتے ہوئے وہ جلدی سے باہر کی طرف بڑھا۔تقریباً پانچ منٹ بعد زینب بھی سٹڈی سے باہر نکلتی دیکھائی دی۔باہر آکر اس نے گہری سانس لیتے ہوئے اپنا ڈوپٹہ درست کیا۔جیسے ہی وہ سامنے اوپر جانے والی سیڑھیوں کی طرف بڑھی تو دائیں جانب اسے وہ دونوں کھڑے دیکھائی دیئے۔زینب چونکی نہیں تھی۔جو جواب اس نے دیا تھا اس کے بعد زینب نے یہی منظر تصور کیا تھا۔ان کے قریب زینب رُکی اور موحد کو دیکھتے

ہوئے بولی۔

''اب خوش ہیں آپ۔۔۔سب کچھ آپ کی مرضی کے مطابق ہو رہا ہے۔''

خلافِ معمول موحد کو غصہ نہیں آیا تھا۔وہ الجھا ہوا تھا۔وہ بس زینب کو جانچتی نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔جیسے پڑھنا چاہ رہا ہو اس کے ذہن میں چل کیا رہا ہے۔پھر چند قدم آگے آیا۔

''کرنا کیا چاہ رہی ہو تم۔۔۔۔''

''میں۔۔۔۔۔۔۔۔''

زینب نے اپنی طرف اشارہ کیا۔

''میں تو کچھ بھی نہیں کر رہی۔میرے ہاتھ آپ نے۔۔۔۔''

اس نے اب موحد کی طرف اشارہ کیا۔

''آپ نے ان دیکھی زنجیروں میں باندھے ہوئے ہیں۔میں چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتی۔ آپ جانتے ہیں۔خیر۔۔۔رات بہت ہو گئی ہے۔شب بخیر۔۔''

www.novelsclubb.com

کہتے ہوئے وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔ابھی دو زینے ہی چڑھے تھے جب موحد کی پیچھے سے آواز آئی۔وہ رُکی لیکن مڑی نہیں۔

''کل یونی کے باہر سے وہ تمھیں پِک کرے گا۔ایک بجے رائٹ۔۔۔؟''

گرل پر زینب کی گرفت مضبوط ہوئی۔کہنا آسان لگا تھا اسے لیکن اب مشکل لگ رہا تھا۔

چہرے پر ڈھیروں غصہ آیا جسے وہ ضبط کر گئی پھر گردن موڑی اور ہلکی سی تپانے والی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"گاڑی کا نمبر اور ماڈل مجھے ٹیکسٹ کر دیجئے گا۔ وہ کیا ہے نہ، مجھے چہرے یاد نہیں ہر تے کہیں غلط گاڑی میں نہ بیٹھ جاؤں۔۔۔"

آخر میں معصومیت سے شانے اچکا کر مڑی اور تیزی سے زینے پھلانگتی اوپر چلی گئی۔ موحد اور منان نے ایک دوسرے کو لا علمی سے دیکھا۔ دونوں ہی زینب کا رویہ سمجھنے سے قاصر تھے۔

---

www.novelsclubb.com

اگلے دن جب وہ یونی سے نکلی تو سامنے ہی وہ اسے اپنی کار سے ٹیک لگائے کھڑا نظر آیا۔ بلیو

جینز پر ریڈ شرٹ پہنے، بالوں کو جیل سے پیچھے کو ٹکائے وہ نک سک سا تیار تھا۔ زینب کو اس وقت طلحٰہ سے بُرا اور کوئی نہیں لگا تھا۔

گاڑی کا ماڈل اور نمبر تو اس نے موحد کو چڑانے کیلئے بولا تھا۔ زینب کو تو موحد کے نکاح والے دن سے اس کا چہرہ ہی نہیں بھول رہا تھا۔ جیسے وہ اسے اُس دن گھوریوں سے نواز رہا تھا۔ اسے دیکھتا پا کر طلحٰہ نے دور سے ہی اسے ہاتھ ہلایا۔

زینب اُس کی اس حرکت پر سر جھٹکتی چہرے پر بدقت مسکراہٹ سجاتے ہوئے قریب آئی۔

"اسلام علیکم!"

"ہیے زینب، منان نے کہا تھا تمھیں یونی سے پِک کرلوں۔۔۔"

سلام کا جواب نہ ملنے پر زینب نے گہری سانس خارج کی۔ پھر ادھر ادھر دیکھا جہاں سٹوڈنٹس کا ایک جمِ غفیر تھا۔ کچھ اندر جا رہے تھے تو کچھ جان چھڑواتے ہوئے گھر جانے کی تیاری کر رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"جی! انہیں میں نے ہی کہا تھا۔۔۔۔"

کہتے ہوئے زینب نے بیگ اپنے کندھے پر درست کیا۔

"ہم کہیں بیٹھ کر بات کر لیں۔ میرا مطلب ہے کسی کیفے میں یا کسی ریسٹورانٹ میں۔۔۔"

"جی شیور۔۔۔۔۔۔۔"

خوشگوار لہجے میں کہتے ہوئے اس نے زینب کیلئے فرنٹ ڈور اوپن کیا۔اندر بیٹھ کر زینب نے منہ میں ہی کچھ پڑھ کر خود پر پھونکا۔وہ ارسم کے علاوہ ایسے کسی غیر مرد کے ساتھ کبھی نہیں بیٹھی تھی۔زینب کو بٹھا کر وہ گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آبیٹھا پھر کار سٹارٹ کی۔

دونوں کے درمیان خاموشی تھی۔وہ خاموشی سے ڈرائیونگ کی طرف متوجہ تھا جب کہ زینب اندر بیٹھتے ہی موبائل کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔چہرے سے جھنجھلاہٹ صاف واضح تھی۔وہ صبح سے ارسم کو میسج کر رہی تھی لیکن اس کا کوئی رپلائے نہیں آیا تھا۔وجہ وہ جانتی تھی۔کل رات ہوئی گفتگو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!

بالآخر تھک کر اس نے موبائل بند کیا اور سر سیٹ کی پشت سے ٹکا لیا۔تبھی اس کی آنکھوں کے سامنے رات والا منظر لہرایا۔

"زینب تم کس طرح اس لڑکے سے ملنے کیلئے راضی ہو سکتی ہو۔۔۔اور تم نے چچا جان کے سامنے رضامندی کیوں ظاہر کی۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

وہ خفا لہجے میں کہہ رہا تھا۔چاندنی رات کے اس پہر مکمل خاموشی تھی۔ارسم کی آواز بالکونی میں گونج رہی تھی۔ارسم کے خفا تاثرات کے برعکس زینب بہت ٹھنڈے تاثرات لئے بالکونی میں کھڑی تھی۔

"ارسم یہ کوئی اتنی ضروری بحث نہیں ہے جو ہم کریں۔۔۔"

"سیریئسلی، تمھیں یہ بحث لگ رہی ہے۔میں تم سے صرف پوچھ رہا ہوں۔جب ہم نے یہ طے کیا تھا تم چچا جان سے سوچنے کا وقت مانگو گی پھر رضامندی ظاہر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔میں نے کل بھی تم سے اس کے متعلق پوچھا تو تم نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔یہاں تک بات ٹھیک تھی، ملاقات کیلئے ماننے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔۔؟"

وہ شدید برہم تھا۔وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا زینب یہ جواب دے گی۔اللہ بہتر جانے زینب کے دماغ میں کیا چل رہا تھا۔

"میں نے یہ بات نہیں کی تھی اور کیا ہے اگر میں اس سے مل لوں؟ بلکہ میں نے اس لئے ہاں کی ہے کہ میں اسے سمجھا دوں میں اس سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتی۔ارسم میں اس سارے معاملے کو جڑ سے ختم کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔۔"

وہ جیسے سارے فیصلے خود کرکے بیٹھی تھی۔

"اوہ کم آن زینب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

وہ جھلایا۔

"تمھیں لگتا ہے وہ تمھاری بات سمجھ جائے گا۔نہیں وہ نہیں سمجھے گا اور چچا جان کیسے مان سکتے ہیں تمھیں کسی لڑکے سے ملوانے کیلئے۔۔۔۔۔"

"ارسم یہ رشتے کا معاملہ ہے۔وہ میرے حوالے سے تمام خدشات دور کرنا چاہتے ہیں اور ہمیں ایک چانس لینا چاہیے۔میں نے اسی لئے ہاں کی ہے ملاقات کیلئے کہ شاید وہ میرے

منہ سے انکار سن کر خود ہی رشتے سے انکار کر دے۔۔۔۔۔"

"زینب۔۔۔۔زینب۔۔۔۔تم کیوں نہیں مان رہی۔۔۔۔وہ اچھے لوگ نہیں ہیں۔۔"

"ارسم ہمیں ایک دفعہ بات کرنی چاہیے۔"

"کمال کی لوجک ہے مس زینب آپ کی۔۔۔۔"

اس نے طنزاً کہا پھر تصویر کا دوسرا رُخ دیکھاتے ہوئے بولا۔

"دیکھو، تم اسے شریف سمجھ رہی ہو۔اگر وہ اچھا لڑکا نہ ہوا تو انجام تم خود بھگتو گی۔۔۔"

اس کی بات سن کر زینب کے چہرے کے تاثرات میں پہلی بار دڑار پڑی تھی۔چہرے پر ٹھنڈے تاثرات کی جگہ غصہ نمودار ہوا۔چاندی کی ہلکی روشنی میں اس کے ماتھے پر بل نمودار ہوتے دیکھائی دیئے۔

"ہاں بھگت لوں گی۔پہلے میری مشکلات میں کونسا کوئی میرے ساتھ ہے۔۔"

"زینب غلط کر رہی ہو تم۔سوچ لو۔۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

ارسم نے ایک آخری کوشش کی تھی۔

"سوچ لیا ہے کسی کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔"

وہ بھی بے رُخی سے باور کروا گئی۔آخر کو ارسم اسے سمجھ کیوں نہیں رہا تھا۔وہ جھنجھلا گئی تھی اسکی بار بار کی تکرار سے۔

وہ سامنے والی دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑی تھی۔سامنے آسمان پر تیرھویں کا چاند چمک رہا تھا

لیکن فلحال اس کا موڈ چاند دیکھ کر بھی ٹھیک نہیں ہو رہا تھا۔چند لمحے دونوں طرف خاموشی رہی پھر ارسم کی طرف سے کال کاٹ دی گئی۔زینب نے حیرانی سے موبائل کان سے ہٹا کر دیکھا۔کال کٹ چکی تھی۔وہ ششدر سی موبائل ہاتھ میں پکڑے دیکھ رہی تھی۔جتنی بھی لڑائیاں ہوں اس نے کبھی زینب کی کال نہیں کاٹی تھی۔پھر زینب کی ساری رات جاگتے ہوئے گزری وہ وہیں بالکونی میں کرسی پر نیم دراز سامنے ٹیبل پر پاؤں رکھے آسمان پر نظر آتے چاند کو دیکھتی رہی۔اس کے بعد ارسم نے کال نہیں کی اور زینب نے خود سے بھی کوشش نہیں کی۔

"سب ٹھیک ہے زینب۔تم کچھ پریشان سی لگ رہی ہو۔۔۔۔"

وہ جو بار بار اسے دیکھ رہا تھا۔اب پوچھ ہی بیٹھا۔زینب کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا۔اس نے چونک کر سر سیٹ کی پشت سے ہٹایا اور سیدھی ہو کر بیٹھی۔پھر پھیکی سے مسکراہٹ چہرے پر لاتے ہوئے بولی۔

"جی جی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔سب ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

پھر بلاارادہ ہی موبائل سکرین آن کر کے دیکھنے لگی۔شاید کوئی میسج آیا ہو لیکن اس کی نظریں مایوس ہی لوٹیں۔اسے اب غصہ آنے لگا تھا۔گاؤں گیا ہوا تھا اس لئے یونی بھی نہیں آیا تھا۔

"پھر میری جان موبائل کی جان چھوڑ دو۔اسے دیکھنا بند کرو۔اب وہاں کچھ نہیں

رکھا۔۔۔۔۔۔۔"

اس کے کہنے پر زینب نے ایک جھٹکے سے چہرہ اٹھایا۔ گال ایک دم دہکنے لگے۔ اس کے طرزِ تخاطب پر کان سرخ ہو گئے۔ اس کے چہرے پر خفت کے ساتھ ساتھ شرمندہ تاثرات ابھرے اور وہ اتنی بات کہہ کر سکون سے سامنے دیکھتے ہوئے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ زینب نے تاثرات چھپانے کو چہرہ سامنے موڑ لیا پھر ہمت کر کے یہ الفاظ ادا کئے۔

"ابھی میرا اور آپ کا ایسا کوئی تعلق نہیں بنا کہ آپ مجھے یوں مخاطب کریں۔۔۔"

"تعلق بھی بن جائے گا اسے بنتے کونسا دیر لگتی ہے۔۔۔۔۔"

وہ ابھی بھی اسی لہجے میں سامنے دیکھتے ہوئے بولا۔ زینب اب کی بار چونکی۔ کچھ تھا اس کے لہجے میں۔ کچھ غلط ہونے کا احساس لیکن وہ سنبھلتے ہوئے محتاط لہجے میں الفاظ چن کر بولی۔

"مجھے آپ سے کوئی تعلق نہیں رکھنا۔ دراصل مجھے اسی سلسلے میں آپ سے ملنا تھا۔"

زینب نے اپنی طرف سے جیسے بم پھوڑا تھا۔ لیکن سامنے والے پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ وہ سابقہ تاثرات لئے ڈرائیونگ کرتا رہا۔ بولا کچھ نہیں۔ چند لمحے وہ انتظار کرتی رہی پھر دوبارہ بولی۔

"میں نے آپ سے کچھ کہا ہے۔"

لیکن وہ خاموش رہا۔ زینب کو بہت کچھ غلط ہونے کا احساس ہو رہا تھا لیکن وہ خاموش بیٹھی رہی۔ چند لمحے بعد اس نے گاڑی ایک پوش علاقے میں چھوٹے سے بنگلے کے سامنے

روکی۔ دیکھنے میں وہ کوئی فارم ہاؤس لگ رہا تھا۔

"باہر نکلو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

سیٹ بیلٹ اتارتے ہوئے اس نے زینب کو کہا۔

"مجھے کہیں نہیں جانا۔ مجھے بس یہی کہنا تھا کہ مجھے آپ سے کوئی تعلق نہیں رکھنا۔۔۔۔۔۔"

اس نے وہی بات دہرائی۔ دروازہ کھول کر باہر نکلنے سے پہلے وہ مڑا اور اسی مسکراہٹ کے ساتھ بولا جو سارے راستے اس کے چہرے سے جدا نہیں ہوئی تھی۔

"تم نے کہا تھا کہیں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔ باہر آؤ، بیٹھ کر بات کرتے ہیں اور کچھ پیتے بھی ہیں۔۔۔۔"

زینب نے اچنبھے سے اسے دیکھا۔ کچھ تو تھا جسے وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ پھر ہمت کرتی، اپنا ڈوپٹہ سر پر اچھی طرح ٹکاتے ہوئے وہ باہر نکلی اور سر اٹھا کر اس چھوٹے سے خوبصورت بنگلے کو دیکھا۔ وہ سنگل سٹوری تھا۔ سامنے بڑا سا گیٹ کھلا تھا۔ جس سے سامنے گھر کے اندرونی دروازے تک لمبی راہداری نظر آ رہی تھی۔

"چلیں۔۔۔۔۔"

وہ اس کے ساتھ آ کر رُک گیا۔ پھر اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔ زینب نے گردن موڑی۔ اس نے کسی ریسٹورانٹ یا کیفے کا بولا تھا اور وہ اسے ایک فارم ہاؤس میں لے آیا تھا

لیکن مزید کچھ کہنے کی بجائے وہ سر ہلا کر اس کے ساتھ اندر کی طرف بڑھی۔ وہ جاننا چاہتی تھی وہ لڑکا ہے کون اور اس کے ساتھ ہو کیا رہا ہے۔

ساتھ ساتھ وہ چونکی نظروں سے دائیں بائیں بھی دیکھ رہی تھی۔ جہاں پتھریلی روش ختم ہوئی وہی لکڑی کا بڑا سا دروازہ تھا۔ جیسے ہی طلحہٰ نے اندرونی لکڑی کا دروازہ کھولا ایک لمحے کیلئے زینب کی آنکھیں چندھیا گئی۔ طلحہٰ نے زینب کا ہاتھ تھاما اور اندر کی طرف لے گیا۔ اپنے پیچھے وہ دروازہ بند کرنا نہیں بھولا تھا۔ زینب اس کے ہاتھ پکڑنے پر بولتی لیکن اس وقت وہ اندرونی مناظر دیکھ کر شاک میں تھی۔

جہاں رنگ برنگی لائیٹس لگیں تھیں۔ لیزر لائیٹس بھی روشنی کرنے کیلئے ناکافی تھیں۔ اونچی آواز میں گانے لگے تھے اور نیم اندھیرے میں وہاں لڑکیاں شارٹ شرٹس کے ساتھ کیپری اور جینز پہنے لڑکوں کے ساتھ ڈانس کرنے میں لگن تھیں۔ دروازے کے دائیں طرف ایک کاؤنٹر لگا تھا جہاں مختلف طرح کے مشروب موجود تھے۔

"یہ ہمارا فارم ہاؤس ہے۔ یہ بار اور کلب کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ آؤ ادھر بیٹھو۔۔۔"

فل ساؤنڈ کی وجہ سے اس نے زینب کے کان کے قریب اونچی آواز میں کہا تو زینب چونکی۔ اس نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا۔ وہاں عجیب قسم کی بدبو پھیلی ہوئی تھی۔ وہ زینب کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے سائیڈ پر لے آیا جہاں کاؤنٹر بنا تھا۔ یہاں ساؤنڈ کی آواز زرا کم آ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے یہاں نہیں رہنا۔جا رہی ہوں میں یہاں سے۔۔۔۔۔"

ہوش میں آتے ہی زینب نے اپنا ہاتھ چھڑوایا پھر چہرے پر سختی لاتے ہوئے دو ٹوک انداز میں بولی۔یہ اس کیلئے بہت زیادہ تھا۔پھر باہر جانے کیلئے تھوڑا سا آگے بڑھی تو وہ اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔پھر چہرے پر سختی لاتے ہوئے سرد لہجے میں بولا۔

"چپ کر کے بیٹھو یہاں۔بات کرنے آئی تھی نہ۔کرو اب۔۔۔۔"

زینب کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑ گئی۔طلحٰہ کی ایسی آواز اس نے پہلے نہیں سنی تھی۔ زینب یک دم سہم گئی۔پھر دوبارہ ارد گرد دیکھا۔جہاں ایک الگ ماحول ہی بنا ہوا تھا۔ہر طرف لڑکے،لڑکیاں تھے۔وہ طلحٰہ کے بغیر اس ماحول سے نہیں نکل سکتی تھی۔بالآخر کچھ سوچتے ہوئے گہری سانس لے کر وہ وہاں بارٹینڈر کے کاؤنٹر کے سامنے رکھے بنچز میں سے ایک پر بیٹھ گئی۔دماغ ابھی تک سائیں سائیں کر رہا تھا۔

پھر اس نے اپنا حلیہ دیکھا۔فیروزی رنگ کی شلوار قمیض کے ساتھ سر پر ڈوپٹہ لے کر، شال کو کندھوں کے گرد لپیٹے وہ ان سب میں کسی اور دنیا کی ہی مخلوق لگ رہی تھی۔چند لمحے گزرے تو اسے اس ماحول میں گھبراہٹ ہونے لگی۔بدبو کی وجہ سے گھٹن بھی ہو رہی تھی۔اسی وقت طلحٰہ اس کے ساتھ آ کر بیٹھا۔نامحسوس انداز میں زینب خود میں سمٹی تھی۔ طلحٰہ کے تاثرات بدل چکے تھے۔اس نے ہاتھ میں ایک شیشے کا گلاس پکڑا ہوا تھا جس میں شہد رنگ کا محلول تھا۔جسے اس نے سامنے پڑے میز پر رکھا پھر اس کی طرف دیکھ کر

دوستانہ انداز میں پوچھنے لگا۔

"تم بتاؤ، کونسی ڈرنک پیئو گی۔۔۔۔۔۔"

زینب کو اس کے بولنے پر بدبو آئی تھی۔ اسے متلی سی ہونے لگی۔ پھر ضبط کر کے بولی۔

"مجھے میرے گھر چھوڑ آؤ۔ مجھے تم سے کوئی تعلق نہیں رکھنا۔۔۔۔"

وہ فوراً آپ سے تم پر آئی تھی۔ ایسے بندے کی عزت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

"میں جانتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

وہ بڑے ٹھنڈے انداز میں بولا۔ اب پھر زینب کے چونکنے کی باری تھی۔ آج کا دن ہی چونکنے کیلئے تھا۔ پھر وہ حیرت سے بولی۔

"جانتے ہو تو سب ختم کیوں نہیں کر دیتے۔۔۔۔۔؟"

"اوہ، لگتا ہے تم رشتے کی حقیقت سے واقف نہیں ہو۔۔۔۔۔۔"

وہ مصنوعی حیران ہوا پھر اس کے قریب ہوتے ہوئے رازدرانہ انداز میں بولا۔

"وہ دراصل، رضامندی وہاں پوچھی جاتی ہے جہاں رشتہ کرنا ہو۔۔۔۔۔۔۔۔"

وہ رُکا۔ زینب کی سانس بھی رُکی۔ وہ کان لپیٹ لینا چاہتی تھی۔ وہ آگے نہیں سننا چاہتی تھی۔ وہ چاہتی تھی اس سے قوتِ گویائی چھین لی جائے لیکن اس کی ہمت نہیں ہوئی وہ وہاں سے اٹھ سکے۔ وہ جیسے جم چکی تھی۔

"لیکن میں نے تو رشتہ کیا ہی نہیں ہے۔ میں نے تو ڈیل کی ہے۔ تم تو مجھے ڈیل کے بدلے

پلیٹ میں سجا کر پیش کی جا رہی ہو۔۔۔۔۔"

زینب کی رنگت فق ہوئی۔اس کا دل کیا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔چہرے پر شاک کے بعد صدمے کا تاثر ابھرا۔بے یقین نظروں سے اس نے سامنے دیکھا جہاں وہ اب دور ہو کر گلاس سے گھونٹ بھر رہا تھا۔زینب کا چہرہ احساس توہین سے سُرخ ہو گیا۔وہ بات کو نظرانداز کرنا جانتی تھی لیکن یہ اس کی زات پر حملہ تھا۔وہ لہجے میں نفرت لئے پھنکاری۔

"میں کوئی پراپرٹی نہیں ہوں جسے ڈیلینگز کے زریعے شفل کرو تم لوگ۔۔۔۔"

"تمھارے غصے سے لگ رہا ہے تم کافی بے خبر ہو۔۔۔۔۔ڈیل کرنے سے پہلے مجھے نہیں موحد کو روکنا تھا۔اکیلا میں نہیں تھا اس ڈیل میں۔اس کا بھی برابر کا ہاتھ ہے۔۔۔۔۔۔"

وہ اب ویسے ہی ٹھنڈا رہا۔جانتا تھا زینب کے غصہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

زینب اٹھ کھڑی ہوئی اس سے زیادہ وہ اس مکروہ انسان کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتی تھی۔

"میری بات ہو گئی ہے اور امید ہے تمھاری بھی بات ہو گئی ہو گی۔مجھے اب گھر چھوڑ دو۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"کچھ پیئو گی نہیں۔۔۔۔؟"

اس نے سر اٹھا کر پوچھا۔زینب نے بامشکل خود کو کنٹرول کیا ورنہ دل کر رہا تھا اس آدمی کا حشر بگاڑ دے۔

"نہیں،اپنا حرام پانی اپنے پاس رکھو۔۔۔"

یہ کہہ کر وہ رُکی نہیں تھی۔ وہ مڑی اور تیز تیز قدم اٹھاتی دروازے کی طرف بڑھی۔ وہ بھی اس کے پیچھے بھاگا تھا۔

اور پھر واپسی کے راستے دونوں کے درمیان خاموشی رہی۔ زینب یہی سوچتی رہی کہ اگر طلحٰہ نے اتنی باتیں اتنے بے دھڑک انداز میں کہہ دیں ہیں تو اس کے پیچھے موحد کا مضبوط ہاتھ ہوگا۔ اسے لگا وہ بہت بڑی مصیبت میں پھنس چکی ہے۔ وہ تو خود پر اعتماد کر کے یہاں آئی تھی لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ کبھی کبھی حد سے زیادہ خوداعتمادی بھی انسان کیلئے خطرناک ثابت ہوتی ہے۔ جیسے آج ہوا تھا۔ زینب نے خود کو ہزار دفعہ کوسا۔ جب ارسم منع کر رہا تھا تو نہ ہی آتی۔ وہ اس آدمی کے ساتھ گھر بھی نہ آتی اگر چچا جان کا خیال نا ہوتا۔ گھر آیا تو کچھ کہے بغیر زینب گاڑی سے اتری اور اس کو دیکھے بغیر اندر کی طرف بڑھ گئی۔

---

www.novelsclubb.com

گھر کے اندر داخل ہوتے ہی وہ موحد کی گاڑی کو دیکھ کر چونکی۔اندر اُبلتے غصے کو دبایا۔اس کا تنفس ابھی تک تیز تیز چل رہا تھا۔جو ہوا تھا وہ بہت غیر متوقع تھا۔اس نے موحد بھائی سے اس قسم کی حرکت کی توقع نہیں کی تھی۔ گردن موڑ کر اس نے چوکیدار کو دیکھا جو گیٹ کے قریب ایک کرسی رکھے بیٹھا تھا۔

"چچا،موحد بھائی آفس نہیں گئے۔۔۔"

"نہیں بیٹا جی،گئے تھے۔آج جلدی آ گئے ہیں۔۔۔۔"

ان کی بات پر سر ہلاتی وہ اندر کی طرف بڑھی۔اندر آتے تک وہ خود کو نارمل کر چکی تھی۔ لاؤنج میں صدف اور غزل بیٹھی دیکھائیں دی۔

"موحد بھائی کہاں ہیں۔۔۔۔"

اس نے رُک کر پوچھا۔چہرے کو بدقت نارمل رکھا وہ نہیں چاہتی تھی بات ابھی گھر میں پھیلے۔دونوں فوراً متوجہ ہوئیں۔پھر یک زبان ہو کر بولیں۔

www.novelsclubb.com

"اپنے کمرے میں۔۔۔۔۔"

اگلی کوئی بھی بات سنے بغیر وہ تیز تیز سیڑھیاں چڑھتی اوپر چلی گئی۔اس کے غم کی پہلی اسٹیج ہی غصہ تھی جو اس وقت اس کے چہرے سے واضح تھا۔یہ بات اس کے کردار پر طمانچہ تھی۔کوئی کیسے اٹھ کر اس کے سامنے کھڑا ہو کر کہہ سکتا ہے کہ وہ اس کی ہے۔۔۔۔۔وہ تو آرام سے بات کرنے گئی تھی لیکن۔۔۔۔۔۔

دھاڑ سے اس نے موحد کے کمرے کا دروازہ کھولا۔ وہ اوپر آتے تک یہ بات جان گئی تھی کہ دونوں چچا ابھی تک گھر نہیں آئے۔ وہ جو صوفے پر نیم دراز بائیں ہاتھ کو صوفے کی پشت پر پھیلائے، کانوں میں ہینڈ فری لگائے آرام دہ انداز میں بیٹھا تھا یوں یک دم دروازہ کھلنے پر چونکا۔ سامنے والے شخص کو دیکھ کر اس کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے۔ پھر ہینڈ فری کانوں سے نکالتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ چہرہ پر غصے کا تاثر ابھرا۔ اسے زینب کا اس طرح آنا اچھا نہیں لگا تھا جیسے۔۔۔۔۔۔۔

"کوئی ایتھکس ہیں۔ یا بھول گئی ہو۔۔۔"

اس کی بات سن کر زینب قدم قدم چلتی قریب آئی اور اس کے مدِ مقابل کھڑی ہو گئی۔ اسے آج محسوس ہوا وہ موحد سے چند انچ ہی چھوٹی تھی۔ اس کی بات سن کر وہ غصے سے بولی۔ اس کا چہرہ غصے سے تمتما رہا تھا۔

"اگر بڑے اپنے ایتھکس بھول جائیں تو چھوٹوں کو انہیں یاد کروانے میں مدد دینی چاہیے۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"کیا فضول بول رہی ہو۔۔۔۔"

وہ بے زار ہوا۔

"کام کی بات کرنی ہے تو کرو۔ ورنہ جاؤ یہاں سے۔ مجھے آرام کرنا ہے۔۔"

"خاندانی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

کہتے ہوئے وہ دو قدم آگے بڑھی۔ موحد نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔اس نے کندھے پر پھسلتے ہوئے بیگ کو دوبارہ کندھے پر دھکیلا پھر استہزائیہ انداز میں بولی۔

"لڑکا ویل سیٹلڈ ہے۔۔۔۔شادی کے بعد پڑھائی کی اجازت بھی دے گا اور خاندانی بھی ہے۔۔۔یہی بولا تھا نہ آپ نے چچا کو۔۔۔۔خاندانی۔۔۔۔مائی فٹ۔۔۔۔۔۔"

کہہ کر اس نے گردن جھٹکی۔

"ایک بار۔۔۔۔۔۔۔بس ایک بار، بار میں بیٹھ کر اسے شراب پیتے دیکھ لیتے نہ آپ۔تو یہ سب کہنے سے پہلے ہزار دفعہ سوچتے۔۔۔۔۔"

موحد کے چہرے پر ایک لمحے کیلئے حیرت ابھری۔دوسرے ہی لمحے اس نے کچھ کہنے کیلئے لب کھولے۔

"ایسے ہی کسی پر جھوٹے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

زینب نے ترشی سے بیچ میں ہی اس کی بات کاٹی۔

"آنکھوں دیکھا الزام نہیں ہوتا۔اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آرہی ہوں۔وہ مجھے ڈیٹ پر اپنے بار میں لے کر گیا تھا۔۔۔۔"

اور بسس۔۔اتنا سن کر موحد کے چہرے کا رنگ بدلا۔اس کو بالکل چپ لگ گئی۔یہ سب اس کیلئے غیر متوقع تھا۔

"آپ نے میری خاموشی کا ناجائز فائدہ اٹھایا ہے۔لیکن میری ایک بات یاد رکھئے گا۔۔۔۔

"

انگلی اٹھا کر وارن کرنے کے انداز میں بولی۔وہ آج کوئی اور ہی زینب لگ رہی تھی اور آج سامنے والا بھی بدلا ہوا لگ رہا تھا۔

"میں کسی بزنس ڈیلنگ کا حصہ نہیں بنوں گی اور نہ ہی میں کسی نشئی سے کوئی تعلق بناؤں گی۔رات کو میں دونوں چچاؤں کے سامنے اس رشتے سے انکار کردوں گی۔یہ بتا کر کہ وہ لڑکا بار کلبز میں جاتا ہے اور آج وہ مجھے کہاں لے کر گیا۔۔۔۔۔"

موحد ابھی تک چپ تھا۔جیسے اس کو سانپ سونگھ گیا ہو۔وہ صورتحال سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

زینب جانے کیلئے مڑی جب وہ ایک دن ہوش میں آیا۔

"تم ایسا کچھ نہیں کرو گی۔۔۔۔۔۔"

وہ جلدی سے بولا۔ذہن جاگا تھا۔دماغ نے تھوڑی جمع تفریق کی۔زینب رُکی پھر مڑی۔

"اور آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں کچھ نہیں کروں گی۔۔۔۔۔"

سینے پر بازو لپیٹتے ہوئے وہ تیکھے لہجے میں بولی۔اتنی باتیں سنا کر غصہ ذرا کم ہوا تھا۔موحد نے پینترا بدلا۔

"خاندان کی عزت کا سوال ہے۔ابو کو تم پر بڑا مان ہے۔۔۔۔۔تمھارے انکار سے ان کو دکھ ہو گا۔۔۔۔"

"اوہ ہاں یہ تو میں بھول گئی تھی۔۔۔۔۔"

وہ جیسے افسوس سے بولی۔

"خاندان کی عزت کا سوال ہے یا ڈیل کا۔ پھر آپ ایسا کریں۔۔۔۔۔"

وہ رُکی۔ دو قدم مزید آگے آئی۔ پھر تپانے والی مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے بولی۔

"اگر خاندان کی عزت کا سوال ہے تو پھر ایسا کریں میری جگہ کسی اور کو قربان کر دیں۔ لڑکی ہی دینی ہے نا تو کسی کی بہن کی جگہ اپنی بہن کو خاندان کی عزت کی خاطر قربان کریں۔۔۔۔۔۔"

موحد کا چہرہ سرخ ہوا۔ مٹھیوں کو بھینچتے ہوئے اس نے بامشکل خود پر قابو پایا۔ بولا کچھ نہیں۔

"ایک ڈیل ہی ہے نا۔۔۔۔۔ میری جگہ سحرش۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"زینب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

جب اس کی برداشت سے باہر ہوا تو وہ غصے سے دھاڑا۔ اپنا ہاتھ اٹھانے سے خود کو باز رکھا۔

"میری بہن کا نام بھی مت لینا۔۔۔۔۔۔۔"

"لگی نا۔۔۔۔۔"

زینب دو قدم پیچھے ہٹی۔ چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوئی۔

"عزتوں پر بات آئے نہ تو یونہی لگتی ہے۔ مردوں کو اپنے اندر اتنی غیرت پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ جب وہ کسی کی بہن، بیٹی پر بات کریں تو اپنی بہن، بیٹی کے بارے میں بھی

www.novelsclubb.com

وہی الفاظ سن سکیں۔۔۔بے غیرت کہلاتے ہیں وہ مرد جو دوسروں کی بہن،بیٹی کو ناحق بات کہتے ہیں۔میں بھی کسی کی بیٹی ہوں سنا آپ نے۔۔۔۔۔۔۔"

اتنا کہہ کر وہ رکی نہیں تھی۔موحد کے دھواں دھواں ہوتے چہرے کو نظر انداز کرتے پیچھے ہٹتے ہوئے کمرے سے نکلنے لگی۔تب ہی اس نے منان کو دروازے کے بیچ و بیچ کھڑے دیکھا۔ایک افسوس بھری نظر اس پر ڈال کر وہ ایک طرف سے ہوتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔منان جلدی سے اندر آیا۔موحد غصے میں بھرا کھڑا تھا۔اس نے مڑ کر دروازے کی طرف دیکھا جسے وہ غصے سے دیکھ رہا تھا۔پھر اس نے موحد کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ ہلایا۔

"کہاں گم ہو۔۔۔وہ چلی گئی ہے اور تمھارے چہرے سے لگ رہا ہے میرے آنے سے پہلے بھی تم دونوں کی اچھی خاصی بحث ہو چکی تھی۔۔۔۔"

"اتنی ہمت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

بالآخر اس کے لب پھڑ پھڑائے۔منان نے غور سے اسے دیکھا۔اس کی آنکھوں میں جیسے خون اتر آیا تھا۔

"وہ مجھے بے غیرت کہہ گئی۔ایک عورت میرے سامنے کھڑی،میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مجھے بے غیرت کہہ گئی اور میں کچھ نہیں کر سکا۔۔۔۔۔۔۔"

وہ جیسے بے یقین تھا۔منان نے اچنبھے سے اسے دیکھا۔وہ حالات نہیں سمجھ پا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"وہ مجھے میری بہن کا نام لے کر زلیل کر گئی اور میں کچھ نہ کر سکا۔خدا غارت کرے تمھیں طلحٰہ۔۔۔۔۔۔"

اب کے منان چونکا۔۔۔

"طلحٰہ۔۔۔۔۔۔؟اس کا یہاں کیا ذکر۔۔۔۔۔"

چونکہ منان دیر سے آیا تھا اس لئے شروع کی باتوں سے بے خبر تھا۔

"تمھیں تو میں چھوڑوں گا نہیں۔میری بہن کو بیچ میں لانے کی سزا تو تمھیں ملے گی۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔۔۔۔"

منان کی باتوں کو جیسے اس نے سنا ہی نہیں تھا۔بات بیچ میں چھوڑ کر غصے سے وہ مڑا اور بائیں ہاتھ کا مکا بنا کر دیوار کی طرف بڑھا۔منان جلدی سے آگے ہوا۔

"موحد۔۔۔موحد۔۔ریلکس یار۔۔۔"

ایک بازو پہلے ہی ڈیمج ہے۔مزید نقصان کروانے کا ارادہ ہے۔۔۔۔۔"

منان نے اسے پکڑ کر صوفے پر بٹھایا پھر جلدی سے پانی کا گلاس پکڑ کر اسے پکڑایا اور خود دروازہ بند کرنے چلا گیا تا کہ کوئی اور موحد کو اس غصے کی حالت میں نہ دیکھ لے۔اس نے ایک ہی سانس میں پورا گلاس خالی کر دیا۔منان نے دیکھا اب وہ گہرے گہرے سانس لیتے ہوئے نارمل ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔اس کا چہرہ ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔کچھ دیر بعد نارمل ہوتے ہوئے اس نے ساری بات منان کے گوشِ گزار کی۔موحد کے برعکس وہ غصے میں نہیں آیا

تھا۔ ساری بات سن کر بالآخر منان بولا۔

"میرے خیال سے اس سارے معاملے میں طلحہٰ کی غلطی نہیں ہے۔ وہ سمجھا ہو گا زینب ڈر جائے گی لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ زینب ڈرنے والوں میں سے نہیں ہے۔ وہ تو الٹا ہمیں ڈرا دے۔۔۔۔"

موحد اکتایا۔

"ان باتوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ مجھے اس مسئلے کا کوئی حل بتاؤ۔ ورنہ جو غلطی وہ کر چکا ہے اس کے بعد معاملہ ٹھیک ہوتا دیکھائی نہیں دے رہا۔۔۔"

وہ شدید کوفت زدہ تھا۔ اگلے چند لمحے دونوں کے درمیان خاموشی رہی۔ کمرے کی فضا میں ایک پُر سوچ خاموشی کا راج تھا۔ ان دونوں کے چہرے پر سوچنے کے تاثرات موجود تھے۔ پھر منان نے کچھ سوچتے ہوئے موحد سے پوچھا۔

"اس کے متعلق زینب نے ابھی گھر میں کوئی بات کی ہے۔۔۔۔؟"

"نہیں وہ کہہ رہی تھی رات میں چچاؤں کے سامنے رشتے سے انکار کروں گی۔۔۔"

"مطلب، زینب اور طلحہٰ کے درمیان کیا بات ہوئی گھر میں فلحال کوئی نہیں جانتا۔۔۔۔"

"شاید، مجھے یہی لگتا ہے۔۔۔۔۔"

موحد نے سر ہلایا پھر اسے دیکھا جس کے ماتھے پر سوچ کی لکیریں تھیں۔ موحد اب ٹھنڈا ہو گیا تھا کیونکہ اب سوچنے کی باری منان کی تھی۔

"کیا سوچ رہے ہو۔۔۔؟"

"آج آفس سے جلدی آف لینا تھا نہ۔۔۔۔ پھر ابو اور تایا ابھی تک گھر کیوں نہیں پہنچے
۔۔"

منان نے گھڑی دیکھ کر کچھ سوچتے ہوئے کہا جو چار بجا رہی تھی۔

"اس سائیڈ والا روڈ پانچ بجے بلاک ہونا ہے۔بس نکلنے والے ہوں گے وہ لوگ۔۔۔ لیکن
تم کیوں یہ سب پوچھ رہے ہو۔۔۔۔"

موحد نے اب کی بار پھر اس کے پُر سوچ چہرے کو دیکھتے ہوئے اچنبھے سے پوچھا۔ لیکن وہ
اس کی پہلی بات سن کر ہی جینز کی جیب سے موبائل نکال چکا تھا۔ پھر کانٹیکٹ لسٹ کھول
کر انگوٹھے سے سکرین اوپر کرنے لگا۔ موحد اب چپ چاپ اس کی حرکات نوٹ کر رہا تھا۔
ٹی پر اس نے اپنا انگوٹھا روکا۔ وہاں نظر آتے طلحہٰ کے نام پر کلک کر کے فون ملایا اور اسپیکر
آن کیا۔

www.novelsclubb.com
موحد کے چہرے پر طلحہٰ کا نام دیکھ کر ایک دم پھر غصہ ابھرا۔

"تم اسے کال کیوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"شش۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

منان نے انگلی کے اشارے سے اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ تقریباً تیسری گھنٹی پر دوسری
جانب سے فون اٹھا لیا گیا تو منان خوشگوار لہجے میں بولا۔

"سلام طلحٰہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کیسے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"ہاں منان۔۔۔۔میں تمھیں ہی فون کرنے والا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔"

اسکی سنے بغیر وہ بے چینی سے بولا۔

"خیریت۔۔۔۔۔"

منان نے مصنوعی حیرت اپنائی۔

"یار وہ ایک چھوٹا سا مسئلہ ہو گیا ہے۔میں بس زینب کو ڈرانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن مجھے اندازہ نہیں ہوا کب میرے منہ سے وہ سب نکلتا گیا۔وہ میں نے زینب کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اور پھر اس نے ساری کہانی سنا ڈالی۔جو منان نے صبر اور موحد نے بامشکل غصہ ضبط کرتے ہوئے سنی۔منان نے اسے ٹھنڈے رہنے کا اشارہ کیا۔جب وہ چپ ہو گیا تو منان افسوس سے بولا۔

"یہ تو بہت غلط ہوا۔وہ تو اب اس رشتے سے انکار کر دے گی۔۔۔۔"

"نہیں،ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

وہ جلدی سے بولا۔

"کوئی نہ کوئی دوسرا حل تو ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔"

"حل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

منان نے کہتے ہوئے جیسے کچھ سوچنے کا وقفہ لیا۔موحد نے منان کو دیکھا تو اس کے چہرے پر ایک شاطر سی مسکراہٹ تھی۔

"ہاں ایک حل تو ہے۔۔۔۔"

"سچی۔۔۔۔"

وہ خوشی سے بولا۔جب کہ موحد نے حیرت سے منان کو دیکھا۔وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

"دیکھو ابھی کوئی نہیں جانتا کہ ایسا کچھ ہوا ہے۔زینب نے بھی ابھی گھر میں کوئی بات نہیں کی۔اس سے پہلے کہ وہ کسی سے اس بات کا ذکر کرے تم تایا کو فون کر کے ساری بات بتا دو جو تم دونوں کے درمیان میں ہوئی ہے۔۔۔"

موحد نے بے یقینی سے گردن اٹھا کر منان کو یوں دیکھا جیسے اس کا دماغ چل گیا ہو۔

"پاگل ہو گئے ہو تم۔۔۔۔۔"

دوسری طرف طلحہٰ بھی غصے سے بولا تھا۔

"ریلکس یار۔۔۔ایک تو تم لوگ غصہ بہت جلدی کر لیتے ہو۔زینب اور تمھارے درمیان جو بھی بات ہوئی وہ تمھارے،میرے اور زینب کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔۔۔۔ایسا ہی ہے۔۔۔۔"

اس نے احتیاطاً موحد کا نام بھی نہیں لیا تھا۔

"ہاں بالکل۔۔۔۔"

"توبس تم تایاجان کوفون کر کے کہہ دو کہ زینب اور میری ملاقات خوشگوار انداز میں ہوئی ہے۔وہ اس رشتے سے بہت خوش ہے بلکہ وہ جلد از جلد شادی کرنا چاہتی ہے۔تو ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم اس جمعے کو آپ لوگوں کی مرضی سے اپنے نکاح کی تاریخ رکھ لیتے ہیں۔۔۔خود وہ بات کرنے سے ہچکچا رہی تھی اس لئے اس نے مجھے کہہ دیا

سمپل۔۔۔۔۔"

بات آخر میں منان نے موحد کو دیکھا جس کے چہرے پر بالآخر

طمانیت بھری مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔

"اور اگر کوئی مسئلہ ہو گیا۔۔۔۔"

طلحہٰ نے نقطہ اٹھایا۔

"کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔۔۔بس تمھیں پانچ بجے سے پہلے پہلے یہ کام کرنا ہے۔باقی ہم دیکھ لیں گے۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔؟"

"ٹھیک ہے میں ابھی کال کر دیتا ہوں۔اینڈ تھینکیو۔۔۔"

www.novelsclubb.com

وہ تشکر آمیز لہجے میں بولا۔

"آلویز ویلکم دوست۔۔۔۔"

اور پھر دوسری طرف سے فون رکھ دیا گیا۔منان نے موحد کی طرف دیکھا۔دونوں میں خاموش مسکراتی نظروں کا تبادلہ ہوا۔پھر موحد مسکراہٹ دبائے سنجیدہ رہنے کی کوشش

کرتے ہوئے بولا۔

"تیز ہوتے جارہے ہو۔۔"

"تمھاری بے جا صحبت کا اثر ہے۔۔۔"

منان نے جتا کر کہا تو دونوں ہنس پڑے۔

"بائی دا وے۔۔۔ تھینکیو۔۔۔اٹس آ بیٹر آئیڈیا۔۔۔۔۔"

"مسئلہ اتنا زیادہ نہیں تھا بس تم ایسے ہی زیادہ ہائیپر ہو گئے تھے۔۔۔"

"وہ بس۔۔۔۔"

وہ دونوں پھر سے باتوں میں لگ گئے اور آنے والے وقت کا سوچنے لگے۔ایک بار پھر وہ زینب کی زندگی کی ڈوریوں کو اپنی مرضی سے چلانے کی کوشش کرنے لگے تھے لیکن وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ اس سب کا نتیجہ کیا ہو گا اور ان سے ایک فلور اوپر اپنے کمرے میں بیڈ پر ڈوبتے سورج کی روشنی میں سوئی زینب کو اندازہ بھی نہیں تھا کہ کونسی قیامت اس پر ٹوٹنے والی ہے۔

www.novelsclubb.com

رات اس گھر پر اُتری تو لان سمیت گھر کی تمام بتیاں جل اٹھیں۔ سوائے اس تیسرے پورشن پر بنے کمرے کے۔ آسمان پر چودھویں کا چاند پوری آب وتاب سے جگمگا رہا تھا۔ چاند کی روشنی سارے میں پھیلی بھلی معلوم ہو رہی تھی۔ یہی چاند کی روشنی اس بالکونی میں بھی پڑ رہی تھی جس سے ملحقہ کمرے میں اندھیرا تھا۔ خاموشی کا راج ہونے کے باوجود دور کہیں سے مدھم چلتے قدموں کی آواز آ رہی تھی۔

دفعتاً! ہوا کے جھونکے سے پردہ سرکا تو چاند کی روشنی سامنے بیڈ پر لیٹے وجود پر پڑی۔ جو دنیا جہاں سے بے خبر سو رہی تھی۔ شہد رنگ آنکھوں پر اس وقت پلکوں کی باڑ تھی اور وہ معصومیت سے دائیں طرف کروٹ لئے لیٹی جیسے تھک ہار کر سوئی تھی۔ اس کے چہرے پر خشک آنسوؤں کے نشان تھے۔

www.novelsclubb.com

چند لمحے بعد پردہ ہوا سے دوبارہ اڑتا ہوا اپنی جگہ پر آ ٹھہرا تو منظر چھپ گیا اور اسی وقت کمرے کا دروازہ کھول کر وہ دونوں اندر داخل ہوئیں۔

"زینب۔۔۔"

اسے پکارے جانے والی آواز وانیہ کی تھی۔ وہ بیڈ کی طرف بڑھی تھی۔ جبکہ سحرش

اندر آتے ہی مڑ کر دروازے کے ساتھ لگے سوئچ بورڈ سے لائٹ جلانے لگی۔

"اٹھو۔۔۔کب سے سو رہی ہو۔۔کافی ٹائم ہو گیا ہے اب اٹھو۔۔۔"

وانیہ بیڈ پر اس کے قریب ہی بیٹھ گئی۔روشنی ہونے سے زینب کے وجود میں ہلکی سی حرکت ہوئی۔وہ نیند میں ہلکا سا کسمسائی۔

"دیکھو نا یار اٹھو۔۔خوشی کا موقع ہے اور تم سو رہی ہو۔کم از کم آ کر ہمیں تو بتاتی۔۔۔"

وانیہ کے ایک ہاتھ میں مٹھائی کا ڈبہ تھا اور دوسرے ہاتھ سے وہ مسلسل زینب کو ہلا رہی تھی۔زینب کی نیند میں خلل پیدا ہو چکا تھا۔دھیرے دھیرے شعور میں پہنچتے ہوئے، آنکھیں کھولتی آہستہ سے اٹھ بیٹھی۔

"آپی آپ لوگ یہاں خیریت۔۔۔؟"

اس نے انگلیوں سے آنکھوں کو مسلا تو منظر واضح ہوا۔بیڈ پر اس کے قریب ہی وانیہ اور اس کے ساتھ سحرش بیٹھی تھی۔وانیہ نے مٹھائی کا ڈبہ اس کے سامنے کیا۔

www.novelsclubb.com

"پہلے یہ لو۔منہ میٹھا کرو۔۔۔"

"یہ کس لئے۔۔۔۔؟"

بالوں کو جوڑے کی شکل میں باندھتے ہوئے اس نے بند ہوتی آنکھوں سے پوچھا تھا۔اسے ابھی مزید نیند کی ضرورت تھی لیکن انہوں نے اٹھا دیا۔سونے سے پہلے کیا ہوا تھا ابھی اسے یاد نہیں تھا کیونکہ اس کا ذہن مکمل طور پر بیدار نہیں ہوا تھا۔

"یہ لو۔۔۔تم ہمارے ساتھ مزاق کر رہی ہو۔۔"

سحر ش نے آگے بڑھ کر وانیہ کے کندھے پر تھوڑی رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"خیر اگر تم شرما رہی ہو تو ہم خود ہی بتا دیتے ہیں۔۔۔"

وانیہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے وقفہ دیا۔

"اس جمعے کو تمھارا اور طلحہٰ کا نکاح ہے۔۔۔یہ مٹھائی اسی خوشی میں ہے۔۔۔"

اور زینب کا بالوں کو کیچر لگاتے ہوئے ہاتھ تھما تھا۔اس نے نا سمجھی سے ان دونوں کو دیکھا۔

"کیا کہا آپ نے۔۔۔"

"لو اب تو ہم سے چھپانا بند کرو۔۔ہمیں پتہ لگ گیا ہے کہ تم دونوں نے آج کی ملاقات میں اس رشتے کیلئے پسندیدگی ظاہر کر دی ہے۔۔۔اور تم ہمیں بتانے سے شرما رہی تھی۔ اس لئے طلحہٰ نے خود ہی چچا جان کو فون کر کے سب کچھ بتا دیا۔۔۔"

اور پہلی بات سن کر ہی زینب کا ہاتھ ڈھیلا پڑا۔کیچر اس کے ہاتھ سے گر گیا۔اس کی نظروں میں بے یقینی ابھری۔وہ دونوں اب مسکراہٹ دبائے اسے دیکھ رہی تھیں لیکن زینب تو جیسے پہلا فقرہ ہی سن کر پتھر کا مجسمہ بن گئی تھی۔۔۔'رشتے کیلئے پسندیدگی ظاہر کر دی ہے۔۔'ہاتھ پہلو میں آ گرا۔بال دوبارہ کھل کر کندھوں پر پھسل گئے۔چند لمحے وہ بے یقین بیٹھی رہی پھر اس کے لب پھڑ پھڑائے۔

"میں نے کب۔۔۔"

اس سے بات بھی مکمل نہ ہو سکی۔شاک اس قدر زیادہ تھا۔

"بس کردو زینب۔۔۔ تم نے خود ہی تو۔۔۔۔۔۔۔"

اوراب وہ ساری بات دہراتے ہوئے ہنس رہی تھیں۔زینب بس خاموشی سے شل ہوتے ذہن کے ساتھ انہیں دیکھ رہی تھی۔اس میں بولنے کی سکت ختم ہو گئی تھی۔بال ابھی بھی بکھرے ہوئے تھے۔

تبھی اچانک ہی اس کی نظر کمرے کے دروازے تک گئی۔وہاں وہ دونوں کھڑے اِدھر ہی دیکھ رہے تھے۔زینب اور موحد کی نظریں ملی۔اس کی آنکھوں میں واضح چیلنج تھا۔۔۔۔

"اب انکار کر کے دیکھاؤ"

زینب کو اتنی بھی ہوش نہیں تھی کہ پاس رکھا ڈوپٹہ اٹھا کر ہی اوڑھ لے۔

"تم دونوں یہاں کیا باتیں لے کر بیٹھ گئی ہو۔۔۔۔۔ نیچے اتنے کام ہیں۔۔۔ چلو اٹھو۔۔"

موحد نے کمرے میں قدم رکھتے ہوئے زرا تحکم بھرے لہجے میں کہا۔منان بھی اس کے پیچھے ہی آیا۔

www.novelsclubb.com

"اوہ ہاں، چچی نے کہا تھا خاندان میں فون کر کے سب کو بتانا ہے۔۔۔ چلو اٹھو چلیں۔۔۔ اور زینب زرا فریش ہو کر نیچے آجاؤ۔۔۔"

اٹھتے ہوئے آخری بات اسے کہہ کر وانیہ سحرش کو لے کر روانہ ہوئی۔مٹھائی کا ڈبہ وہیں زینب کے بیڈ پر رکھا رہنے دیا۔

"کیسی ہو زینب۔۔۔"

موحد کی آواز صور کی طرح زینب کے کانوں میں پڑی۔زینب چونکی۔ذہن بیدار ہونے لگا۔اس نے اپنے اوپر سے کمفرٹر ہٹایا پھر بیڈ پر پڑا دوپٹہ اٹھا کر کندھے پر پھیلایا اور پاؤں نیچے اتارے۔پھر قدم قدم چلتی ان دونوں کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔بولی کچھ نہیں۔اس کا ذہن حالات کا سامنا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اب نہیں کرو گی انکار۔۔۔؟ جاؤ نیچے جاؤ سب بیٹھے ہیں۔۔دوپہر میں تو بڑا کہہ رہی تھی رشتہ نہیں رکھوں گی۔۔۔"

موحد طنزیہ مسکراتے ہوئے بولا۔منان خاموشی سے زینب کو دیکھ رہا تھا۔جواب مکمل خاموش تھی۔

"تم اب کچھ نہیں کر سکتی۔۔۔"

موحد دو قدم آگے بڑھا۔چہرے سے مسکراہٹ ختم ہوئی۔اس کی جگہ سرد مہری نے لے لی۔انگلی اٹھا کر وارن کرنے کے انداز میں بولا۔

"اس لئے آخری بار وارن کرنے آیا ہوں۔۔۔اب کوئی الٹی سیدھی حرکت نا کرنا۔ویسے بھی اگر اب تم انکار کر بھی دو تو کوئی تمھارا یقین نہیں کرے گا۔کیونکہ۔۔۔"

وہ مزید قریب ہوا اور اسی سرد مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

"تم نے خود ہی تو کہا ہے کہ تم نکاح کرنا چاہتی ہو۔۔۔"

www.novelsclubb.com

کہہ کر وہ پیچھے ہٹ گیا۔زینب ابھی بھی کچھ نہیں بولی۔آنکھوں میں نفرت لئے موحد کو دیکھتی رہی۔

"دو دن بعد جمعہ ہے۔تیاری کر وا ور اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتاؤ۔۔"

اب منان بولا تھا۔اب کے زینب نے نظروں کا رُخ منان کی طرف موڑا۔پھر انہیں تلخ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے تلخ لہجے میں بولی۔

"آپ سے مجھے یہ امید نہیں تھی۔۔۔اچھا ہو گا اگر آپ دونوں اس وقت یہاں سے چلے جائیں۔"

ہاتھ اٹھا کر اس نے ضبط سے باہر کی طرف اشارہ کیا تھا۔آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ لیکن ابھی وہ کچھ بھی مزید نہیں کہنا چاہتی تھی۔

"تم۔۔۔۔"

موحد نے کچھ کہنا چاہا۔زینب نے اس کی بات کاٹتے ہوئے پہلے سے بھی بلند آواز میں کہا۔

"گیٹ لاسٹ یو بوتھ آف یو۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ان دونوں کے چہرے نوچ لے۔اس نے کبھی ان سے اس آواز میں بات نہیں کی تھی۔احساسِ توہین کے مارے دونوں کے چہرے سُرخ ہوئے۔

موحد نے پھر کہنا چاہا۔

"اچھا نہیں۔۔۔۔"

"میں نے کہا یہاں سے نکل جائیں۔۔۔"

اس بار تقریباً وہ دھاڑی تھی۔ دونوں نے گھبرا کر دروازے کو دیکھا لیکن چونکہ نیچے سب نے خوشی میں اونچی آواز میں ساؤنڈ لگایا ہوا تھا اس لئے نیچے تک آواز نہیں گئی۔ پھر دونوں خاموشی سے باہر نکل گئے۔

زینب نے جلدی سے آگے بڑھ کر دروازہ بند کیا اور بس یہاں زینب کا ضبط جواب دے گیا۔ کب سے ضبط کئے آنسو پلکوں کی بار توڑ کر گالوں پر بہہ نکلے۔ بامشکل قدم اٹھاتی وہ بیڈ تک آئی پھر گرنے کے انداز میں بیٹھی۔ بال ابھی تک چہرے کے ارد گرد بکھرے ہوئے تھے۔

اسے ابھی کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ سن ہوتے ذہن کے ساتھ وہ اتنا تو سمجھ گئی تھی کہ ابھی اگر وہ جا کے سب سے بات کرے تو کوئی بھی اس کی بات کا یقین نا کرے۔ وہ ان حالات میں اکیلے کچھ نہیں کر سکتی تھی اسے اب خود پر غصہ آ رہا تھا۔ اسے آ کر سونا نہیں چاہیے تھا اسی وقت کچھ کر لیتی تو بہتر تھا۔ اب واقعی اس کے ہاتھ میں کچھ نہیں رہا تھا۔ کون کرے گا اس کی مدد۔ اس نے تھک کر روتے ہوئے سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا۔ وہ یہ سب نہیں کر سکتی تھی کیونکہ۔۔۔۔۔۔

اور یہاں وہ جیسے کسی خواب سے جاگی تھی۔ اس نے چونک کر سر اٹھایا۔

ارسم!

وہ جلدی سے مڑی اور بیڈ پر ہاتھ مارا۔ کمفرٹر ہٹایا۔ ادھر ادھر ہاتھ مارنے کے بعد بالآخر اسے تکیے کے نیچے سے اپنا موبائل مل گیا۔ اس نے جلدی سے اسکرین آن کی۔ کل سے اس کا ایک بھی میسج یا کال نہیں آئی تھی۔ اس کا میسج باکس کھول کر اس نے ٹائپنگ شروع کی۔ یک دم اس کی انگلیاں تھمی۔ دماغ نے منع کیا۔

"جب اس نے تمھیں میسج نہیں کیا تو تم کیوں کر رہی ہو۔۔۔اسے تمھاری پرواہ نہیں ہے تو تم کیوں کر رہی ہو۔۔۔"

اس کی ضمیر کی آواز تھی اور بس ایک لمحہ لگا تھا زینب خالد کو فیصلہ کرنے میں۔ اس نے بیک کا بٹن پریس کیا اور موبائل بند کر دیا۔ آنسوؤں کے بہنے میں تیزی آگئی۔ اسے جو کرنا تھا خود کرنا تھا۔ چند لمحے وہ ایسے ہی بیٹھی سوچتی رہی۔ اس کے پاس کون کونسے آپشنز تھے۔ وہ موحد بھائی کا چہرہ سب کے سامنے نہیں لا سکتی تھی۔ جو بھی ہو وہ گھر والوں کو موحد بھائی سے بدظن نہیں کر سکتی تھی۔ طلٰحہ کی حقیقت بتا کر اس کا رشتے سے انکار کرنے کا فیصلہ تھا لیکن اب شاید سب اس کو محض ایک مزاق کے طور پر لیتے اور سب سے بڑی بات۔۔۔ بات خاندان میں پھیل چکی تھی اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔۔ ارسم جواب دے نہیں رہا تھا یعنی اسے زیب کی پرواہ نہیں تھی۔۔۔ان حالات میں وہ کیا کرے۔۔۔۔

چند لمحے بعد کسی نتیجے پر پہنچ کر اس نے سر اٹھایا۔ یک دم ارد گرد کی چیزیں عجیب سی لگنی لگے۔

www.novelsclubb.com

ہاں !اب چیزیں مختلف نظر آرہی تھی۔یک دم اس کے آنسو نکلنا بند ہو گئے۔اس نے انگلیوں سے چہرے پر آئے آنسو صاف کئے۔پھر اٹھی اور کمفرٹر تہہ کیا۔اس کا چہرہ لمحے بھر میں بے تاثر ہو گیا۔اس ایک لمحے نے جیسے فیصلہ کر دیا تھا۔اس نے مٹھائی کا ڈبہ اٹھا کر بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور خود واش روم کی طرف بڑھ گئی۔

اس نے سوچ لیا تھا اسے کیا کرنا ہے۔ہاں بالکل !زینب کسی مرد کے بغیر بھی زندگی میں کوئی قدم اٹھا سکتی ہے۔

----

www.novelsclubb.com

اگلی رات پندرھویں کا چاند آسمان پر تنہا اپنی روشنی لئے موجود تھا۔ شاید اس کی قسمت میں بھی اکیلا پن تھا۔ اس علاقے کے گلیوں میں سٹریٹ پولز کی روشنیوں کے علاوہ کوئی لائٹ جلتی دیکھائی نہیں دے رہی تھی۔ نیم اندھیرا گلی میں اس گھر کی بھی تمام بتیاں بجھی ہوئی تھیں۔

تیسری منزل کی اس بالکونی سے اندر جھانکو تو وہ آج پردہ ہٹا کر بیڈ پر سیدھی لیٹی دیکھائی دے رہی تھی۔ البتہ آج آنکھیں کھلی تھیں۔ چند لمحے مزید سرکے تو وہ اٹھی۔ کمرے کا دروازہ کھول کر دیکھا تو باہر خاموشی تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا گھر کے تمام افراد سو چکے ہیں۔ اس نے نظر گھما کر وال کلاک کو دیکھا۔ جو رات کے دو بجا رہی تھی۔

وہ اندر آئی ڈریسنگ الماری کا دروازہ کھولا۔ اندر ایک سنہری بیگ باندھ رکھا تھا۔ اس نے تمام ضرورت کی چیزیں اس میں رکھ لی تھیں۔ اس آپشن کے علاوہ 'اب' کوئی راستہ نہیں تھا۔ اس نے اپنی چادر اٹھا کر خود پر اچھی طرح اوڑھی۔

ایک آخری نظر کمرے کو دیکھ کر وہ باہر نکلی۔دبے پاؤں سیڑھیاں اترتی وہ نیچے آئی۔
پورے گھر میں خاموشی کا راج تھا۔لاؤنج عبور کرتی وہ لان میں پہنچی تو سامنے چوکیدار اپنی
مخصوص جگہ پر بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ویسے بھی فرنٹ ڈور سے نکلنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔
آہستہ آہستہ چلتی وہ لان کے پچھلی طرف گئی۔وہاں ایک لکڑی کا دروازہ تھا۔بیک ڈور!
اسے یہ سب کرتے ہوئے اتنا نہیں یاد تھا کہ اس کی پڑھائی بھی چھوٹے گی،اسے صرف اتنا
یاد تھا کہ اس کے ماں، باپ نہیں ہیں۔۔۔جو اس مشکل وقت پر اس کیلئے کھڑے ہوتے۔
اسے اچھی طرح یاد تھا وہ یہ دروازہ بچپن میں چھپنے کیلئے استعمال کرتے تھے۔اس نے آگے
بڑھ کر دروازہ کھولا۔چونکہ وہ دروازہ سب کو بھول بھال گیا تھا اس لئے اس کے تالے کی
چابی اسے باآسانی لاؤنج میں کی سٹینڈ سے شام میں ہی مل چکی تھی اور وہ یہ دروازہ بھی دن
میں دیکھ چکی تھی۔باہر آکر اس نے دروازہ بند کیا اور ایک الوداعی نظر اس گھر پر ڈال کر
سڑک کی طرف بڑھ گئی۔اس کے چہرے پر کوئی ملال کوئی افسوس نظر نہیں آیا تھا۔
اس کا چہرہ اب بھی بے تاثر تھا۔کالی چادر سے اس نے چہرے کو مکمل طور پر ڈھکا ہوا تھا۔
چھوٹا بیگ کندھے پر ڈال کر بڑا ایک بیگ بائیں ہاتھ میں پکڑے وہ نیم اندھیرے میں
سڑک پر چلتی جارہی تھی۔چونکنی نظروں سے ادھر ادھر دیکھتی وہ بالآخر ایک ایسی سڑک
پر پہنچی جہاں کچھ دکانیں وغیرہ کھلی ہوئی تھیں۔تھوڑا سا مزید چل کر آگے بس سٹینڈ تھا۔
بچپن سے ادھر رہتی تھی راستے اسے سارے معلوم تھے۔

ٹکٹ گھر سے ٹکٹ لے کر وہ بس میں بیٹھ گئی۔ شیشے والی طرف بیٹھ کر اس نے اپنا رُخ موڑ لیا اور چہرہ مزید چھپالیا۔وہ باہر نظر آتی روشنیاں دیکھنے لگی۔

چند لمحے بعد بس اپنے سفر پر روانہ ہوئی۔زینب نے ایک الوداعی نظر اپنے شہر کو دیکھا پھر ہلکا سا بڑبڑائی جو کہ بامشکل وہ خود سن پائی۔

'الوداع ملتان'

اور وقاص ہاؤس میں سوئے مکینوں کو یہ بات تب پتہ چلی جب زینب ان سب کی زندگیوں سے بہت دور جا چکی تھی۔

\-

www.novelsclubb.com